

الْعِظْمَةُ وَالْكِبْرِيَاءُ لَكَ يَا رَبَّ الْعَالَمِينَ  
الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ

ضروری شرعی عقائد و مسائل پر مشتمل

# علوم فرضیہ

مرتبہ

عائشہ صدیقہ

چیرمین: البرہان انٹرنیشنل پاکستان  
پرنسپل: البرہان انٹرنیشنل سسٹم

البرہان انٹرنیشنل سسٹم  
کتاب 6 گوبند پور فیصل آباد

البرہان انٹرنیشنل پاکستان



العظمة والكبرياء لك يا رب العالمين  
الصلوة والسلام عليك يا رحمة للعالمين

ضروري شرعي عقائد ومسائل پر مشتمل

# علوم فرضیہ

مرتبہ

عائشہ صدیقہ

چئیر پرسن: البرہان انٹرنیشنل پاکستان

پرنسپل: البرہان انٹرنیشنل سسٹم

البرہان انٹرنیشنل سسٹم  
کلی 6 گوینڈ روڈ فیصل آباد

البرہان انٹرنیشنل پاکستان

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

## درود ابراہیمی

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ  
وَّعَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ  
عَلٰی سَيِّدِنَا اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰی اٰلِ  
سَيِّدِنَا اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ  
اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ  
وَّعَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ  
عَلٰی سَيِّدِنَا اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰی اٰلِ  
سَيِّدِنَا اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

## جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں۔

نام کتاب	.....	علوم فزیہ
مرتبہ	.....	عائشہ صدیقہ
تاریخ اشاعت	.....	ربیع الاول (دسمبر 2016ء)
بار	.....	اول
تعداد	.....	1100
صفحات	.....	72
ہدیہ	.....	100 روپے
کمپوزنگ	.....	جامعہ فونوٹیسٹ اینڈ کمپوزنگ سنٹر اکبری مسجد گلی نمبر 7، گوبند پورہ فیصل آباد
مطبع	.....	الحسن پبلشرز C-57 ماڈل ٹاؤن فیصل آباد
		041-2619072-2639940



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## کتاب پڑھنے سے پہلے مجھے ضرور پڑھیے۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ جس شخص کے لیے خیر کا ارادہ کرتا ہے اُس کو دین کی سمجھ عطا فرماتا ہے۔

یہ حدیث حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی مروی ہے۔

(”صحیح بخاری رقم الحدیث 71۔ صحیح مسلم الحدیث 1037)

مسند احمد جلد نمبر 1 ص 306 بحوالہ بیان القرآن جلد 10 ص 193)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص علم ڈھونڈنے کے لیے کسی راستہ پر چلا اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کی طرف راستے کو آسان کر دیتا ہے۔

(”سنن ترمذی رقم الحدیث 2646)

## انتساب

اپنے دادا جان فقیہ عصر، قدوة السالکین حضرت قبلہ مفتی محمد امین صاحب دامت برکاتہم العالیہ کے نام جن کے فیض گوہر بار کے طفیل اللہ تعالیٰ نے مجھے اس کتاب کی ترتیب کی سعادت عطا فرمائی۔

عائشہ صدیقہ

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللهم صلي على سيدنا محمد و علي آل سيدنا محمد كما صليت  
على سيدنا ابراهيم و علي آل سيدنا ابراهيم انك حميد مجيد  
اللهم بارك على سيدنا محمد و علي آل سيدنا محمد كما باركت  
على سيدنا ابراهيم و علي آل سيدنا ابراهيم انك حميد مجيد

قرآن مجید میں ارشاد ہے۔

وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا -

(سورة البقرة: آیت نمبر 31)

ترجمہ کنزالایمان: اور اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو تمام نام سکھائے۔

حضرت سیدنا امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مایہ ناز تفسیر ”تفسیر کبیر“ میں اس آیت کے تحت لکھتے ہیں۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک صحابی رضی اللہ عنہ سے جو گفتگو تھے آپ پر وحی آئی کہ اس صحابی کی زندگی کی ایک ساعت باقی رہ گئی ہے یہ وقت عصر کا تھا۔ رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب یہ بات اس صحابی رضی اللہ عنہ کو بتائی تو انہوں نے مضطرب ہو کر التجا کی۔ یا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھ ایسے عمل کے بارے میں بتائیے جو اس وقت میرے لیے سب سے بہتر ہو تو آپ نے فرمایا۔ ”علم دین سیکھنے میں مشغول ہو جاؤ“۔ چنانچہ وہ صحابی رضی اللہ عنہ علم سیکھنے میں مشغول ہو گئے اور مغرب سے پہلے ہی ان کا انتقال ہو گیا۔ راوی فرماتے ہیں کہ اگر علم سے افضل کوئی شے ہوتی تو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کا حکم ارشاد فرماتے۔

(”تفسیر کبیر“۔ ج 1، ص 410)

اندازہ لگائیے۔ علم کتنی خوبصورت اور گرانقدر دولت ہے کہ شہنشاہ کائنات بھی علم سے اس قدر محبت کرتے ہیں اور علم کا حاصل کرنا آپ کو کس قدر پسند ہے کیوں نہ ہو کہ علم کی روشنی سے جہالت اور گمراہی کے اندھیروں سے نجات ملتی ہے جو خوش نصیب مسلمان علم دین سیکھتا ہے اس پر رحمتِ خداوندی کی چھماچھم برسات ہوتی ہے جو شخص علم دین حاصل کرنے کے لیے سفر کرتا ہے تو خدا تعالیٰ اُسے جنت کے راستوں میں سے ایک راستے پر چلاتا ہے اور طالب علم کی رضا حاصل کرنے کے لیے فرشتے اپنے اپنے پروں کو بچھا دیتے ہیں اور ہر وہ چیز جو آسمان و زمین میں ہے یہاں تک کہ مچھلیاں پانی کے اندر عالم کے لیے دعائے مغفرت کرتی ہیں اور عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسے چودھویں رات کی فضیلت ستاروں پر اور علماء انبیائے کرام علیہم السلام کے وارث و جانشین ہیں۔ علم سیکھنا فرض ہے۔

حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور پاک، صاحبِ لولاک، سیاحِ افلاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں،  
”طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ“  
یعنی علم کا حاصل کرنا ہر مرد (عورت) پر فرض ہے۔

(”شعب الایمان باب فی طلب العلم“۔ الحدیث 1665، سنن ابن ماجہ، ج 1، ص 48 حدیث نمبر 223)

جان لینا چاہیے کہ ہر مسلمان مرد و عورت پر علم سیکھنا فرض ہے یہاں علم سے بقدر ضرورت شرعی مسائل مراد ہیں لہذا روزے، نماز کے مسائل ضروریہ سیکھنا ہر مسلمان پر فرض ہے، حیض و نفاس کے ضروری مسائل سیکھنا ہر عورت پر، تجارت کے مسائل سیکھنا



ہر تاجر، حج کے مسائل سیکھنا حج پر جانے والے پر عین فرض ہے لیکن دین کا پورا عالم بننا فرض کفایہ ہے کہ اگر شہر میں ایک نے ادا کر دیا تو سب بری ہو گئے۔

مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری دامت برکاتہم اپنے ایک مکتوب میں لکھتے ہیں۔ افسوس کہ! آج کل صرف اور صرف دنیاوی علوم ہی کی طرف، ہماری اکثریت کا رجحان ہے علم دین کی طرف بہت ہی کم میلان ہے اسی وجہ سے بہت سارے مسائل ہمارے ہاں یا تو بالکل غلط بتائے جاتے ہیں یا اپنی طرف سے لگا کر دین کو سخت سے سخت بنانے کی کوشش کی جاتی ہے۔

حدیث مبارکہ میں ہے۔ ”كَلْبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ“۔

یعنی علم کا حاصل کرنا ہر مرد (عورت) پر فرض ہے۔

(”سنن ابن ماجہ“۔ جلد 1، ص 46، حدیث 223)

اس حدیث پاک کے تحت اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مولانا شاہ احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فاضل بریلی نے جو کچھ فرمایا اُس کا آسان لفظوں میں خلاصہ عرض کیا جاتا ہے۔ سب میں اولین و اہم ترین فریضہ بنیادی عقائد کا علم حاصل کرنا جس سے آدمی صحیح العقیدہ سنی بنتا ہے اور جن کا انکار و مخالفت کرنے سے انسان گمراہ ہو جاتا ہے، اس کے بعد مسائل نماز یعنی اس کے فرائض و شرائط مفصلات (یعنی نماز توڑنے والی چیزیں) سیکھے تاکہ نماز صحیح طور پر ادا کر سکے۔ پھر رمضان المبارک میں روزوں کے مسائل، مالک نصاب (یعنی حقیقتاً یا حکماً بڑھنے والے مال کے نصاب کا مالک) ہو جائے تو زکوٰۃ کے مسائل صاحب استطاعت ہو تو مسائل حج، نکاح و طلاق کے ضروری

مسائل، تاجر ہو تو خرید و فروخت کے مسائل، ملازم بننے اور ملازم رکھنے والے پر اجارہ کے مسائل و علیٰ ہذا القیاس (اسی پر قیاس کرتے ہوئے) ہر مسلمان مرد و عورت جو عاقل و بالغ ہوں، اُن پر موجودہ حالت کے مطابق مسائل سیکھنا فرض عین ہے اسی طرح ہر ایک کے لئے مسائل حلال و حرام کی تعلیم انتہائی ضروری ہے نیز مسائل قلب (باطنی مسائل) یعنی فرائض قلبیہ (باطنی فرائض) مثلاً عجزی و اخلاص وغیرہ اور ان کو حاصل کرنے کا طریقہ اور باطنی گناہ مثلاً تکبر، ریا کاری، حسد وغیرہ اور ان کا علاج سیکھنا ہر مسلمان پر اہم فرائض میں سے ہے۔

(ماخوذ ”التاویٰ رضویہ“۔ جلد 23، ص 124، حدیث 623)

حصول علم کے ذرائع:

علم دین کے حصول کے لیے متعدد ذرائع ہیں مثلاً (1)۔ کسی دارالعلوم یا جامعہ کے شعبہ درس نظامی میں داخلہ لے کر باقاعدہ طور پر علم دین حاصل کرنا، (2)۔ علماء کرام کی صحبت اختیار کرنا، (3)۔ دینی کتب کا مطالعہ کرنا، (4)۔ علماء کرام کے بیانات اور اُن کی کیسٹس سُننا، (5)۔ راہِ خدائے عز و جل میں سفر کرنے والے قافلوں کی صحبت اختیار کرنا۔ (6)۔ دینی کتب کو لوگوں میں تقسیم کرنا

ان ذرائع میں سے جس قدر ذرائع اپنائیں گے اُسی قدر ہمارے علم کو چار چاند لگتے جائیں گے اور ہم علوم فرضیہ سیکھ کر خوبصورت زندگی گزارنے کے ساتھ ساتھ گناہوں سے بچتے جائیں گے کیونکہ علوم فرضیہ سے ناواقفیت بہت بڑا گناہ ہے۔ جب میں نے پڑھا اور سُننا کہ علوم فرضیہ کا سیکھنا ہر مرد (عورت) پر فرض ہے تو میرے دل میں

خواہش پیدا ہوئی کہ ان علوم فرضیہ کو مختصر مختصر لکھ کر ایک کتابچہ تیار کیا جائے تاکہ اس مصروفیت کے دور میں زیادہ سے زیادہ لوگ اس کتابچہ سے استفادہ کریں اور علوم فرضیہ سیکھ کر اپنی اور اپنی اولاد اور آنے والی نسلوں کو گناہ کبیرہ اور اللہ عز و جل کی ناراضگی سے بچائیں اور مزید لوگوں تک اس کتابچہ کو پہنچا کر مجاہد دین بنتے ہوئے مال کو صدقہ جاریہ بنائیں اور رضائے الہی کے طلبکار ہوتے ہوئے اللہ کی مخلوق کی اصلاح کرنیکی کوشش کرتے رہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حمد باری تعالیٰ اور التجاؤں کے بعد عرض ہے کہ خواتین کی علوم فرضیہ سے ناواقفیت کی بنا پر دین سے دوری اور دنیا سے قرب جیسے حالات نے متوجہ کیا کہ بہنوں کے لیے صحیح مسائل اور علوم فرضیہ میں سے چند مسائل کا ایک سلسلہ عام فہم زبان میں لکھا جائے تاکہ بہنوں، بچیوں اور ماؤں کو علوم فرضیہ سے آگاہی کے ساتھ ساتھ علوم دینیہ سے قرب بھی حاصل رہے اور خداوند قدوس کی رحمتوں اور برکتوں کی باران سے بھی مستفید ہوں۔



عقائد متعلقہ ذات وصفات الہی جل و جلالہ۔

عقیدہ (1)۔ اللہ عز وجل ایک ہے، کوئی اُس کا شریک نہیں، نہ ذات میں، نہ صفات میں، نہ افعال میں، نہ احکام میں، نہ اسماء میں، واجب الوجود ہے، یعنی اس کا وجود ضروری ہے اور عدم محال، قدیم ہے یعنی ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا، اُس کو فنا نہیں اور اللہ ہی عبادت کا مستحق ہے، صرف خدا ہی کی عبادت و پرستش کی جاسکتی ہے، اس کے علاوہ کسی کو بھی سجدہ کرنا شرک ہے۔

عقیدہ (2)۔ وہ بے پرواہ و بے نیاز ہے، کسی بھتاج نہیں اور تمام جہان اُس بھتاج ہے۔  
عقیدہ (3)۔ اللہ تعالیٰ ہر ممکن پر قادر ہے، کوئی ممکن اُس کی قدرت سے باہر نہیں۔  
عقیدہ (4)۔ اُس کا علم ہر شے کو محیط یعنی جزئیات، کلیات، موجودات، معدومات، ممکنات، محالات، سب کو ازل سے جانتا ہے اور ابد تک جانتا رہے گا، اشیاء بدلتی ہیں اور اُس کا علم نہیں بدلتا، دلوں کے خطروں اور دوسو سوں پر اُس کی نظر ہے اور اُس کے علم کی کوئی انتہا نہیں۔

عقیدہ (5)۔ وہ غیب و شہادت سب کو جانتا ہے۔ علم ذاتی اُس کا خاصہ ہے اور علم غیب بھی اُس کا ذاتی خاصہ ہے (اللہ کے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا علم بھی عطائی ہے اور غیب بھی عطائی ہے جو اللہ تعالیٰ نے جتنا چاہا عطا فرمایا، جو شخص علم ذاتی، غیب ذاتی کسی بھی غیر خدا کے لیے ثابت کرے وہ کافر ہے۔  
علم ذاتی کے معنی ہیں کہ خدا کے عطا کیے بغیر خود بخود حاصل ہو۔

عقیدہ (6)۔ ہر بھلائی، برائی اُس نے اپنے علم ازلی کے موافق مقدر فرمادی ہے، جیسا ہو نیوالا تھا اور جو جیسا کر نیوالا تھا، اپنے علم سے جانا اور وہی لکھ دیا ویسا ہم کو کرنا پڑتا ہے، بلکہ جیسا ہم کر نیوالے تھے ویسا اُس نے لکھ دیا اُس کے لکھ دینے نے کسی کو مجبور نہیں کیا۔  
(فی "الفقہ الاکبر" ص 40)

جیسا تقدیر کا انکار کرنے والوں کو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس اُمت کا مجوسی بتایا۔  
(سنن ابوداؤد، کتاب السنۃ)

عقیدہ (7)۔ قضاء و قدر کے مسائل عام عقلوں میں نہیں آسکتے، ان میں زیادہ غور و فکر کرنا باعث ہلاکت ہے، حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، آپ دونوں نے قدر و قضاء کے مسئلہ میں بحث کرنے سے سختی سے منع فرمایا۔

(رداء الطہر الی فی "الہیچم الکبیر"۔ الحدیث 1433)

اتنا سمجھ لیتا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے آدمی کو مثل پتھر اور دیگر جمادات کے بے حس و حرکت پیدا نہیں کیا بلکہ اُس کو اختیار دیا ہے کہ ایک کام چاہے کرے، چاہے نہ کرے اور اس کے ساتھ عقل بھی دی کہ بھلے، بُرے، نفع و نقصان کو پہچان سکے اور ہر قسم کے سامان و اسباب مہیا کر دیئے ہیں کہ جب کوئی کام کرنا چاہتا ہے اُسی قسم کے سامان مہیا ہو جاتے ہیں اور اسی بنا پر مواخذہ ہوتا ہے۔ اپنے آپ کو بالکل مجبور یا بالکل مختار سمجھنا دونوں گمراہی ہے۔

(دنی "الحدیث الندیہ"۔ جلد 1، ص 409)



عقیدہ (8): دنیا کی زندگی میں اللہ عزوجل کا دیدار نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے لیے خاص ہے اور آخرت میں ہر سنی مسلمان کے لیے ممکن بلکہ واقع رہا، قلبی دیدار یا خواب میں، یہ دیگر انبیاء علیہم السلام بلکہ اولیاء کرام کے لئے بھی حاصل ہے جیسا کہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں سوا بار زیارت نصیب ہوئی۔

(”ابوحنیفہ نعمان بن ثابت“)

عقیدہ (9): اللہ کے ہر فعل میں کثیر حکمتیں ہیں، خواہ ہمیں اُن کا علم ہو یا نہ ہو، آنکھ دیکھتی ہے، کان سنتا ہے، آگ جلاتی ہے، پانی پیاس بجھاتا ہے، وہ چاہے تو آنکھ سننے لگ جائے، کان دیکھنے لگے، پانی جلائے اور آگ پیاس بجھائے، نہ چاہے تو لاکھ آنکھیں بھی کچھ نہ دیکھ سکیں اور کروڑوں آگوں کے لاوے ایک تنکا بھی نہ جلا سکیں جیسا کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو اتنا بڑا آگ کا لاؤ ایک بال تک نہ جلا سکا۔

(”الفتاویٰ الرضویہ“۔ جلد 1، ص 490)

عقیدہ (10): وہ جو چاہے جیسا چاہے کرے، کسی کو اُس پر قابو نہیں اور نہ کوئی اُسے اُس کے ارادے سے باز رکھنے والا ہے، اُس کو نہ اونگھ آئے اور نہ ہی نیند، تمام جہان پر نگاہ رکھنے والا، نہ تھکے نہ سوائے نہ اکتائے، تمام عالم کو پالنے والا، ماں باپ سے زیادہ مہربان، حلم والا، اُس کی رحمت ٹوٹے دلوں کا سہارا، اُس کے لیے بڑائی اور عظمت ہے، مظلوم کی فریاد کو پہنچتا ہے اور ظالم سے بدلہ لیتا ہے، اُس کی مشیت اور ارادے کے بغیر کچھ نہیں ہو سکتا۔

(دینی ”شرح النبی“۔ للغبوی، کتاب الایمان)

### نبوت و رسالت کے متعلق عقائد۔

ہر مسلمان (مرد و عورت) کے لیے، جس طرح ذات و صفات کا جاننا ضروری ہے اسی طرح یہ جاننا بھی ضروری ہے کہ نبی کے لیے کیا جائز ہے اور کیا واجب اور کیا محال ہے کہ واجب کا انکار اور محال کا اقرار موجب کفر اور بہت ممکن ہے کہ آدمی نادانی میں خلاف عقیدہ کوئی بات زبان سے نکالے اور ہلاک ہو جائے۔

عقیدہ (1): نبوت ایسی نہیں کہ آدمی عبادت و ریاضت کے ذریعہ حاصل کر سکے، بلکہ محض عطائے الہی ہے کہ جسے چاہتا ہے اپنے فضل سے دیتا ہے، ہاں! دیتا اُسی کو ہے جسے اس منصبِ عظیم کے قابل بناتا ہے، جو قلب حصول نبوت تمام اخلاقی رذیلہ سے پاک اور تمام اخلاقی فاضلہ سے مزین ہو کر جملہ مدارج ولایت طے کر چکا ہے اور اپنے نسب و جسم و قول و فعل و حرکات و سکنات میں ہر ایسی بات سے منزہ ہوتا ہے جو باعثِ نفرت ہو، اُسے عقلِ کامل عطا کی جاتی ہے، جو اوروں کی عقل سے بدرجہا زائد ہے۔ کسی حکیم اور کسی فلسفی کی عقل اُس کے لاکھویں حصے تک نہیں پہنچ سکتی۔

(رواہ ابو نعیم فی ”الحلیہ“۔ ج 4، ص 30-29، الحدیث 4652)

عقیدہ (2): جو شخص نبی سے نبوت کا زوال جائز جانے کا فر ہے۔

(فی ”المعتمد المتمد“۔ ص 107)

عقیدہ (3): نبی کا معصوم ہونا ضروری ہے اور یہ عصمت نبی اور ملک کا خاصہ ہے کہ نبی اور فرشتہ کے سوا کوئی معصوم نہیں۔ اماموں کو انبیاء کی طرح معصوم سمجھنا مگر ایسی اور بددینی ہے۔

(فصل فی علمۃ الانبیاء، مآل النبی، ج 1، ص 5، ج 5، ص 144)

عقیدہ (4):۔ اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام پر بندوں کے لیے جتنے احکامات نازل فرمائے انہوں نے وہ سب پہنچا دیئے، جو یہ کہے کہ کسی حکم کو کسی نبی نے چھپا رکھا، ثقیہ یعنی خوف کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے نہ پہنچایا، کافر ہے۔

(پ 6، سورۃ المائدہ: آیت نمبر 67)

عقیدہ (4):۔ انبیاء علیہم السلام کے جسم کا برص و جذام وغیرہ ایسے امراض سے، جن سے آدمی متغیر ہوتا ہے، پاک ہونا ضروری ہے۔

(فی "السمر فی شرح السمرۃ" ص 226)

عقیدہ (5):۔ اللہ عزوجل نے انبیاء علیہم السلام کو اپنے غیوب پر مطلع کیا ہے۔

(پ 1، سورۃ البقرہ: آیت نمبر 31)

عقیدہ (6):۔ زمین و آسمان کا ہر ذرہ ہر نبی کے پیش نظر ہے۔

(”علیہ الاولیاء“ ج 6 ص 107)

مگر یہ علم غیب اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء کو عطا فرمایا ہے لہذا ان کا یہ علم عطائی ہے اور علم عطائی اللہ عزوجل کے لیے محال ہے کہ اُس کا کوئی وصف، کوئی صفت، کوئی کمال کسی کا دیا ہوا نہیں ہو سکتا، بلکہ ذاتی ہے۔

(پ 7، سورۃ الانعام: آیت نمبر 59)

عقیدہ (7):۔ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے علم غیب عطا فرمایا ہے اور غالباً سب انبیاء رسل سے زیادہ عطا فرمایا ہے تو جو لوگ انبیاء بلکہ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے مطلق علم غیب کی نفی کرتے ہیں، وہ قرآن کریم کی اس آیت کے مصداق ہیں۔

الْمُؤْمِنُونَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ ج

یعنی: قرآن کریم کی بعض باتیں مانتے ہیں اور بعض کے ساتھ کفر کرتے ہیں۔

(پ 1، سورۃ البقرہ: آیت نمبر 85)

عقیدہ (8):۔ انبیاء اکرام تمام مخلوق یہاں تک کہ رسل ملائک سے افضل ہیں ولی کتنا ہی بڑے مرتبے والا ہو، کسی نبی کے برابر نہیں ہو سکتا، جو کسی غیر نبی کو نبی کے درجہ سے افضل جانے یا برابر بتائے وہ کافر ہے۔

(”الانصار شریف“ جلد 2 ص 29)

عقیدہ (9):۔ نبی کی تعظیم فرض عین بلکہ اصل تمام فرائض ہے۔

(پ 26، الفتح: 8، 9)

عقیدہ (10):۔ کسی نبی کی ادنیٰ توہین یا تکذیب، کفر ہے۔

(تفسیر ”روح البیان“ پ 10، التوبہ، ج 3، ص 394)

عقیدہ (11):۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر ہمارے حضور سید دو عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم تک اللہ تعالیٰ نے بہت سے نبی بھیجے، بعض کا صریح ذکر قرآن مجید میں ہے اور بعض کا نہیں، جن کے اسمائے طیبہ بالصریح قرآن مجید میں ہیں، وہ درج ذیل ہیں۔

(1)۔ حضرت آدم علیہ السلام (2)۔ حضرت نوح علیہ السلام

(3)۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام (4)۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام

(5)۔ حضرت اسحاق علیہ السلام (6)۔ حضرت یعقوب علیہ السلام

(7)۔ حضرت یوسف علیہ السلام (8)۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام



- (9)۔ حضرت ہارون علیہ السلام (10)۔ حضرت شعیب علیہ السلام  
 (11)۔ حضرت لوط علیہ السلام (12)۔ حضرت ہود علیہ السلام  
 (13)۔ حضرت داؤد علیہ السلام (14)۔ حضرت سلیمان علیہ السلام  
 (15)۔ حضرت ایوب علیہ السلام (16)۔ حضرت زکریا علیہ السلام  
 (17)۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام (18)۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام  
 (19)۔ حضرت الیاس علیہ السلام (20)۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام  
 (21)۔ حضرت یونس علیہ السلام (22)۔ حضرت ادریس علیہ السلام  
 (23)۔ حضرت ذوالکفل علیہ السلام (24)۔ حضرت صالح علیہ السلام  
 (25)۔ حضرت عزیر علیہ السلام (26)۔ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)  
 عقیدہ (12)۔: حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے بغیر ماں باپ کے مٹی سے پیدا  
 کیا اور اپنا خلیفہ بنایا اور تمام اسماء مسمیات کا علم دیا، ملائکہ کو حکم دیا کہ ان کو سجدہ کریں،  
 سب نے سجدہ کیا، شیطان (کہ از قلم وہ جن تھا، مگر بہت عابد زاہد تھا، یہاں تک کہ گردہ  
 ملائکہ میں اُس کا شمار تھا، سجدہ کرنے سے انکار کیا اس وجہ سے مردود ہوا۔  
 (پ 23، ص 71: 78)  
 عقیدہ (13)۔: حضرت آدم علیہ السلام سے پہلے انسان کا وجود نہ تھا، بلکہ سب انسان  
 انہی کی اولاد ہیں، اسی وجہ سے انسان کو آدمی کہتے ہیں، یعنی آدم کی اولاد اور حضرت  
 آدم علیہ السلام کو ابوالبشر کہتے ہیں یعنی سب انسانوں کا باپ۔  
 (پ 4، سورۃ النساء: 1)

- عقیدہ (14)۔: انبیاء علیہم السلام اپنی اپنی قبروں میں اُسی طرح حیات حقیقی زندہ ہیں،  
 جیسے دنیا میں تھے، کھاتے پیتے ہیں، جہاں چاہیں آتے جاتے ہیں، تصدیق وعدہ الہی  
 کے لیے ایک آن اُن پر موت طاری ہوئی، پھر بدستور زندہ ہو گئے، اُن کی حیات،  
 حیات شہداء سے بدرجہ اولیٰ بہت ارفع و اعلیٰ ہے۔  
 (فی "روح المعانی" 4۔ "الاحزاب" ج 11)  
 عقیدہ (15)۔: اور انبیاء کرام کی بعثت خاص کسی ایک قوم کی طرف ہوئی اور حضور  
 اقدس صلی اللہ علیہ والہ وسلم تمام مخلوق انس و جن بلکہ ملائکہ، حیوانات و جمادات سب کی  
 طرف مبعوث ہوئے اور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ والہ وسلم بنا کر بھیجے گئے، جس طرح  
 انسان کے ذمہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی اطاعت فرض ہے، یوں ہی ہر مخلوق پر حضور  
 اقدس صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی فرمانبرداری ضروری ہے۔  
 1۔ (پ 5، سورۃ النساء: 59)، 2۔ (پ 9، سورۃ الانفال: 20)،  
 عقیدہ (16)۔: حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم خاتم النبیین ہیں، یعنی اللہ عز و جل نے سلسلہ  
 نبوت حضور (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) پر ختم کر دیا، کہ حضور (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے  
 زمانہ میں یا بعد میں کسی کو نبوت کا حقدار مانے یا کسی کو نبی مانے تو وہ کافر ہے۔  
 (فی "المعتمد المستند" بمجلد الباب، ص 119-120)  
 عقیدہ (17)۔: حضور (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) ساری مخلوق الہی سے افضل و اعلیٰ ہیں کہ انہوں کو فرداً  
 فرداً جو کمالات عطا ہوئے آنحضرت (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) میں وہ تمام کمالات جمع کر دیئے گئے۔  
 (انظر العقیدہ (24) ص 24-25)

عقیدہ (18):۔ محال ہے کوئی حضور (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی مثل ہو جو کسی صفت خاصہ میں کسی کو آپ کی مثل بتائے، مگر وہ بد دین ہے یا کافر۔  
(فی "المعتمد المستند" ص 126)

عقیدہ (19):۔ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو اللہ عز و جل نے مرتبہ محبوبیت کبریٰ سے سرفراز فرمایا: کہ تمام مخلوق اللہ کی رضا چاہتی ہے اور اللہ عز و جل طالب رضائے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہے۔  
(پ 30، سورۃ النبی: آیت نمبر 5)

عقیدہ (20):۔ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے خصائص سے معراج ہے کہ مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک اور وہاں سے ساتوں آسمانوں اور کرسی و عرش تک، بلکہ بالائے عرش رات کے ایک خفیف حصہ میں مع جسم تشریف لے گئے اور وہ قرب خاص حاصل ہوا (1)، کہ کسی بشر و ملک کو تاقیا مت نہ حاصل ہو سکتا ہے اور نہ ہوا ہے کہ جمال الہی کو چشم سر دیکھا (2)، اور کلام الہی بلا واسطہ سنا (3)، اور تمام ملکوت السموات و الارض کو بالتفصیل ذرہ ذرہ ملاحظہ فرمایا (4)۔

1۔ (فی "روح البیان"، پ 15، الاسراء، ج 5، ص 106) 2۔ (پ 28، الانعام: 18)،

3۔ (فی "فتح الباری"، کتاب مناقب الانصار، باب معراج، 4۔ ("سنن الداری"۔ کتاب الروایہ، ج 2، ص 18)

عقیدہ (21):۔ تمام مخلوق حضور اقدس صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی نیاز مند ہے یہاں تک کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام بھی۔

(معجم مسلم "کتاب الایمان"۔ الحدیث 194، ص 125-126)

عقیدہ (22):۔ ہر قسم کی شفاعت حضور اقدس صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے لیے ثابت ہے۔ شفاعت بالوجاہت، شفاعت بالمعنیہ، شفاعت بالاذن، ان میں سے کسی شفاعت کا انکار بھی وہ ہی کریگا جو گمراہ ہو گیا۔

(فی "المعتمد المستند"، بحیل الباب، ص 131-129)

عقیدہ (23):۔ منصب شفاعت حضور کو دیا جا چکا، حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں: اُعْطِیْتُ الشَّفَاعَةَ۔

مجھے شفاعت دے دی گئی۔

(معجم بخاری۔ الحدیث 335، ج 1)

رب کریم فرماتا ہے۔

وَاسْتَغْفِرْ لِدُنْيِكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ط۔

"مغفرت چاہو اپنے خاصوں کے گناہوں اور تمام مومنین و مومنات کے گناہوں کی"۔

(پ 26، سورۃ محمد: آیت نمبر 19)

شفاعت اور کس کا نام ہے۔۔۔۔۔؟

اللَّهُمَّ ارْزُقْنَا شَفَاعَةَ حَبِيبِ الْكَرِيمِ۔

عقیدہ (24):۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی محبت مدار ایمان، بلکہ ایمان اسی

محبت ہی کا نام ہے، جب تک حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی محبت ماں باپ، اولاد اور

سب جہان سے زیادہ نہ ہو آدمی مسلمان نہیں ہو سکتا۔

(پ، بحیل الباب، ص 131-129)



حضور کی محبت دین حق کی شرط اول ہے  
اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

عقیدہ (25): حضور اقدس صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی اطاعت عین اطاعت الہی ہے یہاں تک کہ آدمی اگر فرض نماز میں ہو اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ والہ وسلم اُسے یا فرمائیں فوراً جواب دے اور حاضر خدمت ہو اور یہ شخص کتنی ہی دیر تک حضور سے کلام کرے، بدستور نماز میں ہے، اس سے نماز میں کوئی خلل نہیں۔

(پ 4، الانفال: 24)

عقیدہ (26): حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے کی قیل فعل صلت کفایت کی نظر سے کچھ بگڑ ہے  
(فی "الفتاویٰ قاضی خان" ج 4، ص 428)

عقیدہ (27): حضور اقدس صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی تعظیم و توقیر جس طرح اُس وقت تھی کہ اس عالم میں ظاہری نگاہوں کے سامنے تشریف فرما تھے، اب بھی اُسی طرح فرض اعظم ہے جب حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ذکر آئے تو بکمال خشوع و خضوع و انکسار با ادب سنے اور نام پاک سنتے ہی درود شریف پڑھے کہ یہ واجب عمل ہے۔۔

(الفتاویٰ الرضویہ، ج 6، ص 222-223)

عقیدہ (28): حضور اقدس صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے محبت کی علامت یہ ہے کہ بکثرت ذکر کرے اور درود شریف کی کثرت کرے اور نام پاک جب بھی لکھے اُس کے ساتھ صلی اللہ علیہ والہ وسلم لکھے، بعض لوگ براہ اختصار صلعم یا ص لکھتے ہیں، یہ محض ناجائز و حرام ہے۔

(فی "حاشیہ السیاحی" علی "الدر المختار"، ج 1، ص 6)

عقیدہ (28): آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے محبت کی علامت یہ بھی ہے کہ آل و اصحاب، مہاجرین و انصار و جمیع متعلقین و متوسلین سے محبت رکھے اور حضور (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے دشمنوں سے دشمنی رکھے اگرچہ وہ باپ، بیٹا، بھائی اور خاندان کے لوگ ہی کیوں نہ ہوں اور جو ایسا نہ کرے وہ اس دعویٰ میں جھوٹا ہے، کیونکہ صحابہ کرام ؓ نے حضور (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی محبت میں اپنے عزیزوں، قریبوں، باپ، بھائیوں اور وطن کو چھوڑا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اللہ و رسول (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے بھی محبت ہو اور اُن کے دشمنوں سے بھی اُلقت۔۔۔ ایک کو اختیار کیجئے کہ ضدین جمع نہیں ہو سکتیں، چاہے جنت کی راہ چل یا جہنم کو جا، نیز علامت محبت یہ ہے کہ شان اقدس میں جو بھی الفاظ استعمال کئے جائیں، ادب میں ڈوبے ہوئے ہوں کوئی ایسا لفظ جس میں کم تعظیمی کی بو بھی ہو، کبھی زبان پہ نہ لائے، اگر حضور (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کو پکارے تو ذاتی نام پاک کے ساتھ ندانہ کرے کہ یہ جائز نہیں بلکہ یوں کہے۔

"یا نبی اللہ، یا رسول اللہ، یا حبیب اللہ"

(المعتمد المئید، بحیل الباب، ص 129-131)

عقیدہ (29): اگر مدینہ طیبہ کی حاضری نہیب ہو تو روضہ شریف کے سامنے چار ہاتھ کے فاصلے سے دست بستہ جیسے نماز میں کھڑا ہوتا ہے کھڑا ہو کر سر جھکائے ہوئے صلوٰۃ السلام عرض کرے، بہت قریب نہ جائے اور نہ ہی ادھر ادھر توجہ کرے اور خبردار۔۔۔ کبھی بھی آواز بلند نہ کرے کہ عمر بھر کا سارا کیا دھرا اکارت چلا جائے گا۔

(پ 26، الحجرات: 2)

عقیدہ (30):۔ آنحضور (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے محبت کی یہ نشانی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اقوال و افعال و احوال لوگوں سے دریافت کرے اور اُن کی پیروی کرے۔

(فی "الشفاء"؛ فصل فی علامۃ حبیبہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم، ج 2، ص 24)

عقیدہ (31):۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی باتیں آپ کے اقوال و افعال و احوال دریافت کر کے خود بھی پیروی کرے اور دوسرے لوگوں تک بھی آپ کی باتیں پہنچا کر انہیں بھی آپ کے اقوال و افعال و احوال کی پیروی کرنیکی ترغیب دلائے کہ نبی علیہ السلام نے دعا فرمائی۔

"اے اللہ! اُسے تروتازہ رکھ جو میری بات سن کر دوسروں تک پہنچائے"

(-----)

عقیدہ (32):۔ حضور (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) اللہ عزوجل کے نائب مطلق ہیں، تمام جہان حضور (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے تحت تصرف کر دیا گیا، جو چاہیں کریں، جسے جو چاہیں دیں، جس سے جو چاہیں لیں، تمام جہان میں اُن کے حکم کا پھیلنے والا کوئی نہیں، تمام جہان اُن کا محکوم ہے اور وہ اپنے رب کے سوا کسی کے محکوم نہیں، تمام آدمیوں کے مالک ہیں جو انہیں مالک نہ جانے حلاوتِ سنت سے محروم ہے، تمام زمین اُن کی ملک ہے، تمام جنت اُن کی جاگیر ہے، ملکوت السموات والارض حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے زیر فرمان، جنت کی کتبیاں دستِ اقدس میں دے دی گئیں، رزق و خیر اور ہر قسم کی عطائیں حضور شہنشاہ کائنات صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے دربار سے ہی تقسیم ہوتی ہیں،

دنیا و آخرت حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی عطا کا ایک حصہ ہے، احکام شریعہ (احکام کے حلال و حرام کرنے کے اختیارات) حضور (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے قبضہ قدرت میں کر دیئے گئے کہ جس پر جو چاہیں حرام فرمادیں اور جس کے لیے جو چاہیں حلال کریں اور جو فرض چاہیں معاف فرمادیں۔

(المسند "الامام احمد بن حنبل، المحدث: 20309، ج 5، ص 284-283)

(دارالسلام: "الامان والعلیٰ لای معنی المعصنی بدفع الہدایہ"، ج 3، ص 359)

عقیدہ (33):۔ سب سے پہلے مرتبہ نبوت حضور (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کو ملا اور میثاق نبوت تمام انبیاء سے حضور (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) پر ایمان لانے اور آپ کی نصرت کرنے کا عہد لیا گیا اور اسی شرط پر منصبِ اعظم اُن کو دیا گیا۔ حضور (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نبی الانبیاء ہیں اور تمام انبیاء آپ کے امتی، سب نے اپنے اپنے عہد کریم میں حضور (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی نیابت میں کام کیا، اللہ عزوجل نے حضور (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کو اپنی ذات کا مظہر بنایا اور حضور (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے نور سے تمام عالم کو منور فرمایا۔

(پ 22، الاحزاب: 46-45)

بایں معنی ہر جگہ حضور (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) تشریف فرما ہیں۔

كالشمس فی وسط السماء ونورها

بغشی البلاد مشارقاً ومغرباً

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم اس سورج کی طرح ہیں جو آسمانوں کے وسط میں ہو اور اس کی روشنی مشرقوں اور مغربوں کے تمام شہروں کو ڈھانک لے۔

(تفسیر روح المعانی، پ 22، الاحزاب، تحت آلاہ: 45، الجزائانی والشر ون، ص 294)



مگر کور باطن کا کیا علاج ہے۔

گر نہ بیند بروز شیرہ بہ چشم  
چشمہ آفتاب راچہ گناہ  
یعنی اگر چکاؤں کوں میں روشنی نظر نہ آئے تو اس میں سورج کا کیا تصور۔  
مسئلہ ضروریہ:

انبیاء اکرام علیہم الصلوٰۃ السلام سے جو لغزشیں واقع ہوئیں، ان کا ذکر تلاوت قرآن اور روایت حدیث کے علاوہ حرام اور سخت حرام ہے، اوروں کو اُن سرکاروں کی بارگاہ میں لب کشائی کی کیا مجال۔۔۔۔۔! مولیٰ عزوجل اُن کا مالک ہے، جس محل پر جس طرح چاہے تعبیر فرمائے، وہ اس کے مقرب اور اس کے پیارے بندے ہیں، اپنے رب کے لیے جس قدر چاہیں تو واضح فرمائیں، دوسرا اُن کلمات کو سند نہیں بنا سکتا اور خود اُن کا اطلاق کرے تو مردود بارگاہ الہی ہو، پھر اُن کے یہ افعال جن کو ذلت و لغزش سے تعبیر کیا جائے، ہزار ہا حکم و مصالح پر مبنی، ہزار ہا فوائد و برکات کا مشعر ہوتی ہیں، ایک لغزش آدم علیہ السلام کو دیکھئے، اگر وہ نہ ہوتی، جنت سے نہ اترتے، دنیا آباد نہ ہوتی، نہ کتابیں اترتیں، نہ رسول آتے، نہ جہاد ہوتے، لاکھوں کروڑوں مشروبات کے دروازے بند رہتے، اُن سب کا فتح باب ایک لغزش آدم کا نتیجہ بارکہ و ثمرہ طیبہ ہے۔ بالجملة انبیاء علیہم السلام کی لغزش (من و تو کس شمار میں ہیں)، صدیقین کی حسنات سے افضل و اعلیٰ ہے۔  
”حَسَنَاتِ الْأَنْبَارِ سَيِّئَاتِ الْمُقَرَّبِينَ“  
(”کشف الخفاء“ للجلونی، ج 1، ص 318)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

### کتاب الطہارۃ۔

طہارت نماز کے لیے ایسی ضروری چیز ہے کہ اس کے بغیر نماز ہوتی ہی نہیں بلکہ جان بوجھ کر بغیر طہارت نماز ادا کرنے کو عطا کفر کہتے ہیں اور کیوں نہ ہو کہ اس بے وضو یا بے غسل نماز پڑھنے والے نے عبادت کی بے ادبی اور توہین کی۔ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں کہ جنت کی کنجی نماز ہے اور نماز کی کنجی طہارت ہے۔ اس حدیث کو امام احمد نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ ”ایک روز نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نماز میں سورۃ روم پڑھ رہے تھے تو مٹابہ لگا۔ بعد نماز ارشاد فرمایا۔ کیا حال ہے اُن لوگوں کا جو ہمارے ساتھ نماز پڑھتے ہیں اور اچھی طرح طہارت نہیں کرتے، انہیں کیوجہ سے امام کو قرأت میں شبہ پڑتا ہے۔“

اس حدیث کو نسائی نے شعیب ابن ابی روح سے اُنہوں نے ایک صحابی سے روایت کیا، جب بغیر کامل طہارت نماز پڑھنے کا یہ وبال ہے تو بے طہارت نماز پڑھنے کی نحوست کا کیا پوچھنا۔ ایک حدیث میں فرمایا۔ ”طہارت نصف ایمان ہے“، اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا اور کہا یہ کہ حدیث حسن ہے۔ طہارت کی دو قسمیں ہیں۔

- 1- صغریٰ
- 2- کبریٰ

طہارت و صغریٰ وضو ہے اور طہارت کبریٰ غسل ہے۔ جن چیزوں سے صرف وضو لازم ہوتا ہے ان کو حدث اصغر کہتے ہیں اور جن سے غسل فرض ہو ان کو حدث اکبر۔ ان سب کا اور ان کے تعلقات کا تفصیل ذکر کیا جائے گا۔

تنبیہ: چند ضروری اصطلاحات قابل ذکر ہیں کہ ان کے علم سے بہت سے گناہوں سے دامن بچایا جاسکتا ہے یہاں ذکر کی جائیں گی۔

(1)۔ سنت مؤکدہ:

وہ جس کو حضور اقدس (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے ہمیشہ کیا ہو، البتہ بیان جواز کے واسطے کبھی ترک بھی فرمایا ہو یا وہ کہ اس کے کرنے کی تاکید فرمائی ہو۔ اس کا ترک اسماۃ اور کرنا ثواب اور جان بوجھ کر ترک کرنے پر عتاب اور اس کی عادت بنالینے پر عذاب ہوتا ہے۔

(2)۔ سنت غیر مؤکدہ:

وہ کہ نظر شرع میں ایسی مطلوب ہو کہ اس کے چھوڑنے کو ناپسند رکھے مگر نہ اس حد تک کہ اس پر عذاب کی وعید ہو، عام ازیں کہ حضور سید عالم (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے اس پر مداومت فرمائی یا نہیں، اس کا کرنا ثواب اور نہ کرنا اگرچہ عادت ہو موجب عتاب نہیں۔

(3)۔ مستحب:

وہ کہ نظر شرع میں پسند ہو مگر ترک پر کچھ ناپسندی نہ ہو، خواہ خود حضور اقدس (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے اسے کیا یا اس کی ترغیب دی یا علمائے کرام نے پسند فرمایا اگرچہ احادیث میں اسکا ذکر نہ آیا۔ اس کا کرنا ثواب اور نہ کرنے پر مطلقاً کچھ نہیں۔

(4)۔ مباح:

وہ جس کا کرنا اور نہ کرنا یکساں ہو۔

(5)۔ حرام قطعی:

یہ فرض کا مقابل ہے، اس کا ایک بار بھی قصد کرنا گناہ کبیرہ فاسق ہے اور پچنا فرض و ثواب ہے۔

(6)۔ مکروہ تحریمی:

یہ واجب کا مقابل ہے اس کے کرنے سے عبادت ناقص ہو جاتی ہے اور کرنے والا گناہ گار ہوتا ہے اگرچہ اس کا گناہ حرام سے کم ہے اور چند بار اس کا ارتکاب کبیرہ ہے۔

(7)۔ اسماۃ:

جس کا کرنا نہ ہو اور عمدہ کرنے والا مستحق عتاب اور التزام فعل پر استحقاق عذاب۔ یہ سنت مؤکدہ کے مقابل ہے۔

(8)۔ مکروہ تنزیہی:

جس کا کرنا شرع کو پسند نہیں مگر نہ اس حد تک کہ اس پر وعید عذاب فرمائے، یہ سنت غیر مؤکدہ کے مقابل ہے۔

(9)۔ خلاف اولیٰ:

وہ کہ نہ کرنا بہتر تھا، کیا تو کچھ مضائقہ و عتاب نہیں، یہ مستحب کا مقابل ہے، ان کے بیان میں عبادتیں مختلف ملیں گی مگر یہی عطر تحقیق ہے۔

وللہ الحمد حمدا کثیرا مبارکہ علیہ کما یحب ربان ویرضی



**وضو کا بیان۔**

اللہ عزوجل فرماتا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ ط

(پ 6، المائدہ: 6)

یعنی: اے ایمان والو! جب تم نماز پڑھنے کا ارادہ کرو (اور وضو نہ ہو) تو اپنے منہ اور کہنیوں تک ہاتھوں کو دھو لو اور سر کا مسح کرو اور پاؤں کو ٹخنوں تک دھو لو۔ مناسب ہے کہ فضائل وضو میں چند احادیث ذکر کی جائیں پھر اس کے متعلق احکام فقہی کا بیان ہو۔

حدیث نمبر (1)

امام ابو اسماعیل بخاری اور امام مسلم ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے راوی، حضور اقدس صلی اللہ علیہ والہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔ ”قیامت کے دن میری امت اس حالت میں بلائی جائے گی کہ چہرے اور ہاتھ پاؤں آٹار وضو سے چمکتے ہوں گے تو جس سے ہو سکے چمک زیادہ کرے۔“

(صحیح البخاری، کتاب الوضوء، اللہ عت 132، ص 81)

حدیث نمبر (2)

امام مالک و نسائی عبد اللہ صناہی رضی اللہ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ ”مسلمان بندہ جب وضو کرتا ہے تو کلی کرنے سے منہ کے گناہ گر جاتے ہیں اور جب ناک میں پانی ڈال کے صاف کیا تو ناک کے گناہ نکلے یہاں تک کہ ہاتھوں کے ناخنوں سے نکلے اور جب سر کا مسح کیا تو سر کے گناہ نکلے یہاں تک کہ کانوں سے نکلے اور جب پاؤں دھوئے تو پاؤں کی خطائیں نکلیں یہاں تک کہ ناخنوں سے پھر اس کا مسجد کو چلنا اور نماز مزید برآں۔“

(سنن نسائی، کتاب الطہارۃ، باب مسح الاذنین مع الاراس، اللہ عت 103، ص 25)

حدیث نمبر (3)

صحیح مسلم میں عقبہ بن عامر سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں۔ ”جو مسلمان وضو کرے اور اچھا وضو کرے پھر کھڑا ہو اور باطن و ظاہر سے متوجہ ہو کر دو رکعت نماز پڑھے اس کے لئے جنت واجب ہوتی ہے۔“

(صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، اللہ عت 234، ص 144)

**وضو میں مسواک کرنے کی فضیلت۔**

حدیث نمبر (1)

طبرانی کی ایک روایت میں ہے کہ سید دو عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کسی نماز کے لئے تشریف تب تک نہ لے جاتے جب تک کہ مسواک نہ فرمالیتے۔

(المعجم الکبیر للطبرانی، اللہ عت 44، (453)، ج 5، ص 152)

## حدیث نمبر (2)

امام احمد ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: ”مسواک کا التزام رکھو کہ وہ سبب ہے منہ کی صفائی اور رب تعالیٰ کی رضا کا۔“  
 (”المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عبد اللہ بن عمر، ج 2، ص 27)

## حدیث نمبر (3)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:  
 ”بندہ جب مسواک کر لیتا ہے پھر نماز کو کھڑا ہوتا ہے تو فرشتہ اس کے پیچھے کھڑا ہو کر قرأت سنتا ہے پھر اس سے قریب ہوتا ہے یہاں تک کہ اپنا منہ اس کے منہ پر رکھ دیتا ہے۔“  
 (مسند علی ابن ابی طالب، الحدیث 203، ج 2، ص 214)

مشائخ کرام فرماتے ہیں کہ۔ ”جو شخص مسواک کا عادی ہو مرتے وقت اسے کلمہ پڑھنا نصیب ہوگا اور جو انہوں نے کھاتا ہے مرتے وقت اسے کلمہ نصیب نہیں ہوگا۔“

احکام فقہی: وہ آیہ کریمہ جو اوپر لکھی گئی اس سے یہ ثابت ہوا کہ وضو میں چار فرض ہیں۔

1۔ منہ دھونا 2۔ کہنیوں سمیت دونوں ہاتھوں کا دھونا

3۔ سر کا مسح کرنا 2۔ ٹخنوں سمیت دونوں پاؤں کا دھونا

فائدہ۔ کسی عضو کے دھونے کے یہ معنی ہیں کہ اس عضو کے ہر حصے پر کم سے کم دو بوند پانی بہہ جائے، بھیگ جانے یا تیل کی طرح پانی چھڑ لینے یا ایک آدھ بوند بہ جانے کو دھونا نہیں کہیں گے نہ اس سے وضو یا غسل ادا ہوگا۔ اس امر کا لحاظ بہت ضرور ہے۔ لوگ اس کی طرف توجہ نہیں کرتے اور نمازیں اکارت جاتی ہیں۔ بدن میں بعض جگہیں ایسی ہیں

کہ جب تک ان کا خاص خیال نہ کیا جائے ان پر پانی نہ بہہ گا۔ کسی جگہ موضع حدت پر تری پہنچنے کو مسح کہتے ہیں۔

## وضو توڑنے والی چیزوں کا بیان۔

مسئلہ (1): خون یا پیپ یا زرد پانی کہیں سے نکل کر بہا اور اس بہنے میں اسی جگہ پہنچنے کی صلاحیت تھی، جس کا وضع یا غسل میں دھونا فرض ہے تو وضو جاتا رہا اور اگر صرف چمکا ابھر اور بہا نہیں جیسے سوئی کی نوک یا چاقو کا کنارہ لگ جاتا ہے اور خون ابھر یا چمک جاتا ہے یا خلال کیا یا مسواک کی یا انگلی سے دانت مانجھے یا دانت سے کوئی چیز کاٹی اس پر خون کا اثر پایا یا ناک میں انگلی ڈالی اس پر خون کی سرخی آگئی مگر وہ خون بہنے کے قابل نہ تھا تو وضو نہیں ٹوٹا۔

(المرجع السابق، ”الفتاویٰ الرضویہ“ ج 1، ص 280)

مسئلہ (2): زخم میں گڑھا پڑ گیا اور اس میں کوئی رطوبت چمکی مگر یہی نہیں تو وضو نہیں ٹوٹا۔  
 (”الفتاویٰ الرضویہ“ ج 1، ص 280)

مسئلہ (3): پھوڑا یا پھنسی پھوڑے سے خون بہا، اگرچہ ایسا ہو کہ نہ پھوڑتا تو نہ بہتا جب بھی وضو جاتا رہا۔

(”الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الطہارت، ج 1، ص 110)

مسئلہ (4): آنکھ، کان، ناک، پستان وغیرہ میں دانہ یا ناصور یا کوئی بیماری ہو، ان وجوہ سے جو آنسو یا پانی بہا وضو توڑ دے گا۔

(”المرجع السابق، ص 10)



مسئلہ (5): اگر جھوٹی کلی یا جوں یا کٹھنل، مجھڑ، مکھی، پسو نے خون چوسا تو وضو نہیں جائے گا۔

مسئلہ (6): ناک صاف کیا، جما ہوا خون نکلنے کی صورت میں وضو نہیں جائے گا۔

مسئلہ (7): منہ بھر کر قے آئی، کھانے یا پانی یا صفرا (پیلے رنگ کا کڑوا پانی) کی وضو توڑ دیتی ہے، فائدہ: (منہ بھر کے یہ معنی ہیں کہ اسے بے تکلف نہ روک سکتا ہو)۔

مسئلہ (8): پانی پیا اور معدے میں اتر گیا، اب وہی پانی صاف شفاف قے میں آیا اگر منہ بھرے وضو ٹوٹ گیا اور وہ پانی نجس ہے اور اگر سیدہ تک پہنچا تھا اور اچھو لگا اور نگل گیا تو وہ ناپاک ہے اور نہ ہی اسے وضو جائے گا۔ (التاویٰ الہندیہ، ج 1)

مسئلہ (9): بلغم کی قے وضو نہیں توڑتی چاہے کتنی بھی ہو۔ (المرجع السابق)

مسئلہ (10): بیارلیٹ کر نماز پڑھتا تھا نیند آگئی تو وضع جاتا رہا۔ (التاویٰ الہندیہ)

مسئلہ (11): اونگھنے یا بیٹھے جھونکے لینے سے وضو نہیں جاتا۔ (التاویٰ الرضویہ)

مسئلہ (12): جھوم کر گر پڑا اور فوراً آنکھ کھل گئی تو وضو برقرار رہا۔ (المرجع السابق)

مسئلہ (13): نماز وغیرہ کے انتظار میں بعض مرتبہ نیند کا غلبہ ہوتا ہے یہ دفع کرنا چاہتا ہے تو بعض وقت ایسا غافل ہو جاتا ہے کہ اس وقت جو باتیں ہوئیں ان کی اسے بالکل خبر نہیں بلکہ دو تین آواز میں آنکھ کھلی اور اپنے خیال میں یہ سمجھتا ہے کہ سویا نہ تھا، اس کے خیال کا اعتبار نہیں۔ اگر معتبر شخص کہے کہ تو غافل تھا پکارا جواب نہ دیا یا باتیں پوچھی جائیں اور وہ نہ بتا سکے تو اس پر وضو لازم ہے۔

(المرجع السابق)

مسئلہ (14): بیہوشی اور جنون اور غشی اور اتنا نشہ کہ چلنے میں پاؤں لڑکھڑائیں ناقض وضو (یعنی وضو توڑنے والے عمل) ہیں۔

مسئلہ (15): بالغ کا قہقہہ یعنی اتنی آواز سے ہنسا کہ اس کے آس پاس والے سنیں اگر جاگتے میں رکوع سجدہ والی نماز میں ہو وضو ٹوٹ جائے گا اور نماز بھی فاسد ہو جائے گی۔

(”الحقارور والحقار، ج 1، ص 2980)

فائدہ: انبیاء علیہم السلام کا سونا ناقض وضو نہیں ان کی آنکھیں سوتی ہیں دل جاگتے ہیں، علاوہ نیند کے اور ناقض سے انبیاء علیہم السلام کا وضو جاتا ہے یا نہیں اس میں اختلاف ہے صحیح یہ ہے کہ جاتا رہتا ہے بوجہ ان کی عظمت و شان کے نہ بسبب نجاست کے کہ ان کے فضائل شریفہ طیب و طاهر ہیں جن کا کھانا، پینا ہمیں حلال و باعث برکت ہے۔

(”الحقارور والحقار، کتاب الطہارۃ، ج 1)

مسئلہ (16): اگر نماز کے اندر سوتے میں یا نماز جنازہ یا سجدہ تلاوت میں قہقہہ لگایا تو وضو نہیں جائے گا وہ نماز یا سجدہ فاسد ہے۔

(”التاویٰ الہندیہ“، المرجع السابق)

مسئلہ (17): اگر اتنی آواز سے ہنسا کہ خود اس نے سنا پاس والوں نے نہ سنا تو وضو نہیں جائے گا نماز جاتی رہے گی۔

(المرجع السابق)

مسئلہ (18): اگر مسکرایا کہ آواز نہیں نکلی تو اس سے نہ نماز جائے گی نہ وضو۔

مسئلہ (19): عوام میں جو مشہور ہے کہ گھٹنا یا سر دیکھنے سے وضو جاتا رہتا ہے، محض بے اصل و بے بنیاد بات ہے، ہاں وضو کے آداب سے ہے کہ ٹاف سے زانو سے نیچے تک سب ستر چھپا ہو بلکہ استنجے کے فوراً بعد ہی چھپالینا چاہیے کہ بغیر ضرورت ستر کھلا رہنا منع ہے اور دوسروں کے سامنے ستر کھولنا حرام ہے۔

(المرجع السابق، ص 352)

نوٹ: اس مسئلہ سے خوب جان لیں کہ جو خواتین دوسری خواتین سے ویکس کرواتی ہیں، یہ حرام ہے اور کرنے والی اور کروانے والی دونوں قسم کی خواتین سخت گنہگار اور حرام کام کی مرتکب ہو رہی ہیں، آج بھی وقت ہے، گچی تو بہ کریں اور حیا کا دامن تھام لیں۔

مسئلہ (20): شیر خوار بچے نے دودھ منہ سے نکال پھینکا اگر وہ منہ بھر ہے، نجس ہے، ورنہ منہ سے زیادہ جگہ میں لگ گیا تو وہ جگہ ناپاک ہو گئی جس کپڑے پر لگ گیا وہ کپڑا بھی اتنا ہی ناپاک ہو گیا جتنے کپڑے پر لگا لیکن اگر یہ دودھ معدے سے نہیں بلکہ سینے تک پہنچ کر پلٹ آیا تو پاک ہے۔

(”الفتاویٰ الہندیہ“، ج 1، ص 356)

مسئلہ (21): سوتے میں جو رال منہ سے گرے، اگرچہ پیٹ سے آئے تو پاک ہے۔

مسئلہ (22): آنکھ دکھتے میں جو آنسو بہتا ہے، نجس و ناقض وضو ہے، اس سے احتیاطاً ضروری ہے۔

(الفتاویٰ الہندیہ، ج 1، ص 356)

مسئلہ (23): اگر درمیان وضو میں کسی عضو کے دھونے میں شک واقع ہو اور یہ زندگی کا پہلا واقعہ ہے تو اس کو دھو لے اور اگر اکثر شک پڑا کرتا ہے تو اس کی طرف توجہ نہ دے یونہی اگر بعد وضو کے شک ہو تو اس کا کچھ خیال نہ کرے۔

(الفتاویٰ الہندیہ، ج 1، ص 356)

مسئلہ (24): یہ یاد رہے کہ کوئی عضو دھونے سے رہ گیا مگر معلوم نہیں کہ کونسا عضو تھا تو حکم ہے کہ بائیں پاؤں دھو لے۔

(الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الطہارۃ، ج 1، ص 310)



غسل کا بیان۔

اللہ رب ذوالجلال کا ارشاد ہے۔

وَإِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوا ط

(پ 6، المائدہ: 6)

اور اگر تم جب (یعنی ناپاک) ہو تو خوب پاک ہو جاؤ یعنی غسل کرو۔

اور ایک جگہ پر ارشاد ہوتا ہے۔

حَتَّى يَطْهَرُونَ ج

یہاں تک کہ حیض والی عورتیں اچھی طرح پاک ہو جائیں۔

(پ 2، سورۃ البقرہ: 222)

اللہ تعالیٰ اور ایک جگہ پر ارشاد فرماتا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَرَىٰ حَتَّى تَعْلَمُوا مَا تَقُولُونَ وَلَا جُنُبًا إِلَّا عَابِرِي سَبِيلٍ حَتَّى تَغْتَسِلُوا ط

اے ایمان والو! نشہ کی حالت میں نماز کے قریب نہ جاؤ یہاں تک کہ سمجھنے لگو جو کہتے ہو

اور نہ حالت جنابت میں جب تک کہ غسل نہ کر لو مگر سفر کی حالت میں کہ وہاں پانی نہ

ملے تو بجائے غسل تیمم ہے۔

(پ 5، سورۃ النساء: 43)

حدیث نمبر (1)

صحیح بخاری و صحیح مسلم میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی: رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم جب بھی غسل فرماتے تو ابتداء یوں کرتے کہ پہلے ہاتھ دھوتے پھر نماز کا سا وضو کرتے، پھر انگلیاں بالوں میں ڈال کر ان سے بالوں کی جڑیں تر فرماتے، پھر سر پر تین لپ پانی ڈالتے پھر تمام جلد پر پانی بہاتے۔

(صحیح البخاری، کتاب الغسل، ج 1، ص 105)

حدیث نمبر (2)

أم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ: انصار کی ایک عورت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے حیض کے بعد نہانے کا سوال کیا، اس کو کیفیت غسل کی تعلیم فرمائی، فرمایا کہ مشک آلودہ ایک ٹکڑا لے کر اس سے طہارت کر، عرض کی کیسے، اس سے طہارت کروں، فرمایا، اس سے طہارت کر، عرض کی کیسے طہارت کروں، فرمایا، سبحان اللہ اس سے طہارت کر، أم المومنین فرماتی ہیں میں نے اسے اپنی طرف کھینچ کر کہا اس سے خون کے اثر کو صاف کر۔

(صحیح البخاری، کتاب الخوض، ج 1، ص 126، 127)

حدیث نمبر (3)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: ہر بال کے نیچے جنابت ہے، تو بال دھواؤ اور جلد کو صاف کرو۔

(سنن ابوداؤد، کتاب الطہارۃ، ج 1)

## حدیث نمبر (4)

نیز ابوداؤد نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں۔ ”جو شخص غسل جنابت میں ایک بال کی جگہ بے دھوئے چھوڑ دیا اس کے ساتھ آگ سے ایسا ایسا کیا جائے گا۔“ (یعنی عذاب دیا جائے گا) حضرت علیؓ فرماتے ہیں اسی وجہ سے میں نے اپنے سر کے ساتھ دشمنی کر لی۔ تین بار یہی فرمایا (یعنی سر کے بال منڈا ڈالے کہ بالوں کی وجہ سے کوئی جگہ سوکھی نہ رہ جائے)۔

(سنن ابوداؤد، کتاب الطہارۃ، ج 1، ص 117)

## حدیث نمبر (4)

نیز ابوداؤد نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں۔ ”جو شخص غسل جنابت میں ایک بال کی جگہ بے دھوئے چھوڑ دیا اس کے ساتھ آگ سے ایسا ایسا کیا جائے گا۔“ (یعنی عذاب دیا جائے گا) حضرت علیؓ فرماتے ہیں اسی وجہ سے میں نے اپنے سر کے ساتھ دشمنی کر لی۔ تین بار یہی فرمایا (یعنی سر کے بال منڈا ڈالے کہ بالوں کی وجہ سے کوئی جگہ سوکھی نہ رہ جائے)۔

(سنن ابوداؤد، کتاب الطہارۃ، ج 1، ص 117)

## حدیث نمبر (5)

اصحاب سنن اربعہ نے أم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی، فرماتی ہیں کہ:- ”نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم غسل کے بعد وضو نہیں فرمایا کرتے تھے۔“

(جامع ترمذی)

## حدیث نمبر (6)

ترمذی ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ کہ حیض والی اور حب (یعنی ناپاک عورت جس پر غسل واجب ہے) قرآن میں سے کچھ نہ پڑھیں۔

(جامع ترمذی، ابواب الطہارۃ، ج 1، ص 183)

## حدیث نمبر (7)

ابوداؤد نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں کہ۔ ”ملائکہ اس گھر میں نہیں جاتے جس گھر میں تصویر یا کتا اور حب ہو (یعنی ناپاک مرد اور عورت)۔“

(جامع ترمذی، ابواب الطہارۃ، ج 1، ص 183)

## حدیث نمبر (8)

امام مالک نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے جو خط عمرو بن حزم کو لکھا تھا اس میں یہ تھا کہ قرآن کو نہ چھوئے مگر پاک شخص۔“

(سنن ابوداؤد، ج 1، ص 109)

## حدیث نمبر (9)

أم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: کہ ان گھروں کے رخ مسجد سے پھیر دو کہ میں مسجد کو حائضہ اور حب کے لیے حلال نہیں کرتا۔

(سنن ابوداؤد)



## غسل کے مسائل و فرائض۔

غسل کے تین فرائض ہیں۔

(1) کلی کرنا: یعنی غرغره کرنا کہ منہ کے ہر پرزے ہر گوشے ہونٹ سے حلق کی جڑ تک ہر جگہ پانی بہہ جائے، اگرچہ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ تھوڑا سا پانی منہ میں لے کر اگل دینے کو کافی کہتے ہیں اگر پانی زبان کی جڑ اور حلق کے کنارے تک نہ پہنچے گا تو غسل نہ ہوگا اور نہ ہی اس طرح غسل کرنے کے بعد نماز ہوگی۔ فرض یہ ہے کہ داڑھوں کے پیچھے، گالوں کی تہہ میں، دانتوں کی جڑ اور کھڑکیوں میں، زبان کی ہر کروٹ میں، حلق کے کنارے تک پانی بہے۔

(الفتاویٰ الرضویہ: ج 1، ص 439-440)

(2) ناک میں پانی ڈالنا: اس طرح کہ دونوں نشتوں کا جہاں تک نرم جگہ ہے، دھونا کہ پانی کو سونگھ کر اوپر چڑھائے، بال برابر بھی جگہ ڈھلنے سے رہ نہ جائے ورنہ غسل نہ ہو گا۔ ناک کے اندر ریشہ نہ گئی ہے تو اس کا ٹھکانا بھی فرض ہے، نیز ناک کے بالوں کا دھونا بھی فرض ہے۔

(الفتاویٰ الرضویہ: ج 1، ص 439-440)

(3) تمام ظاہری بدن پر پانی بہانا: اس طرح کے سر کے بالوں سے پاؤں کے تلووں تک کہ جسم کے ہر روٹنگے اور ہر پرزے پر پانی بہہ جائے، اکثر عوام بلکہ بعض پڑھے لکھے لوگ بھی یہ کرتے ہیں کہ سر پر پانی ڈال کر بدن پر ہاتھ پھیر لیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ غسل ہو گیا حالانکہ بعض اعضاء ایسے ہیں کہ جب تک ان کی خاص طور پر احتیاط نہ

کی جائے نہیں دھلیں گے اور غسل نہیں ہوگا، اس لیے صحیح غسل کے لیے جو باتیں التفصیل سے ذکر کی جا رہی ہیں ان پر توجہ دیں۔

(1) سر کے بال گندھے نہ ہوں تو ہر بال پر جڑ سے نوک تک پانی بہانا ضروری ہے اور اگر گندھے ہوں تو مرد پر فرض ہے کہ ان کو کھول کر جڑ سے نوک تک پانی بہائے اور عورت پر صرف جڑ تر کر لینا ضروری ہے کھولنا ضروری نہیں، ہاں اگر چوٹی اتنی سخت گندھی ہو کہ کھولے بغیر جڑیں تر نہیں ہوں گی تو کھولنا ضروری ہے۔

(2) کانوں میں بالی، ناک میں تھلی اور دوسرے زیور وغیرہ ان کو حرکت دیکر ان کے نیچے والی جگہ پر اچھی طرح پانی بہانا تاکہ ذرہ بھر بھی جگہ خشک نہ رہ جائے ورنہ غسل نہ ہوگا۔

(3) بھروسے اور منہ پر پانی اور داڑھی کے بال کا جڑ سے نوک تک اور ان کے نیچے کھال کا دھلانا۔

(4) کان کا پرزہ اور اس کے سوراخ کا مونہ۔

(5) کانوں کے پیچھے جو بال ہیں، ان کو ہٹا کر پانی بہانا۔

(6) پیٹ کی بلٹس اٹھا کر دھونا۔

(7) ناف کو انگلی ڈال کر دھونا جبکہ پانی بہنے میں شک نہ ہو۔

(8) جسم کا ہر روٹنگا جڑ سے نوک تک۔

(9) ران اور پیڑ کا جوڑ دھونا۔

(10) دونوں سرین کے ملنے کی جگہ خصوصاً جب کھڑے ہو کر نہائیں۔

## غسل کے مسائل۔

مسئلہ (1)۔ جمعہ، عید، بقرہ عید، عرفہ کے دن اور احرام باندھتے وقت نہانا سنت ہے اور وقوف عرفات و وقوف مزدلفہ و حاضری حرم و حاضری سرکارِ اعظم و طواف و دخولِ منیٰ اور جردوں پر کنکریاں مارنے کے لیے تینوں دن اور شبِ برات اور شبِ قدر اور عرفہ کی رات اور مجلسِ میلاد شریف اور دیگر مجالسِ خیر کی حاضری کے لئے اور مردہ نہلانے کے بعد اور مجنون کو جنون جانے کے بعد اور غشی سے افاقہ کے بعد اور گناہ سے توبہ کرنے اور نیا کپڑا پہننے کے لیے اور سفر سے آنے والے کے لیے، استحاضہ کا خون بند ہونے کے بعد اور نشہ جاتے رہنے کے بعد، نمازِ کسوف و خوف و استقامت اور خوف و تاریکی اور سخت آندھی کے لیے وغیرہ وغیرہ، ان سب کے لیے غسل کرنا مستحب ہے۔

(تنویر الابصار، والدارالافتاء، ج 1 ص 12)

مسئلہ (2)۔ جس پر غسل واجب ہو اُسے چاہیے کہ غسل میں تاخیر نہ کرے۔ حدیث شریف میں ہے جس گھر میں جنبی (ناپاک) ہو اُس گھر میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے اور اگر اتنی دیر کر دی کہ نماز کا آخری وقت آ گیا تو اب نہانا فرض ہو گیا اب تاخیر کریگا گناہگار ہوگا۔

مسئلہ (3)۔ بے وضو کو قرآن مجید یا اس کی کسی آیت کا چھونا حرام ہے، چھوئے بغیر بے وضو کو قرآن کریم کا زبانی پڑھنا یا دیکھ کر پڑھنا جائز ہے۔

(الادوار الخمار، وروالدارالافتاء، ج 1 ص 348)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## غیم کا بیان۔

اللہ عز وجل ارشاد فرماتا ہے۔

وَإِنْ كُنْتُمْ مَرْضَىٰ أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ أَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِنْكُم مِّنَ الْمَآْظِ أُولَٰئِكَ لَا بُدَّ لَهُمْ مِّنَ الْحَدِّ ۚ فَلَمْ يَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوا بِوُجُوْهِكُمْ وَأَيْدِيكُمْ ۚ

مِنْهُ ط

(پ 6، المائدہ: 6)

یعنی: اگر تم بیمار ہو یا سفر پر ہو تم میں سے کوئی قضاے حاجت کو آئے یا عورتوں سے مباشرت کی اور پانی نہ پایا تو پاک مٹی کا قصہ کر اس طرح کہ اپنے منہ اور ہاتھوں کا اس سے مسح کر دو۔

حدیث نمبر (1)

صحیح بخاری میں بروایت ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں گئے یہاں تک کہ جب پیدا یا ذاتِ الحیث (جگہوں کے نام) میں پہنچے تو میرا ہار ٹوٹ گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تلاش کے لیے اقامت فرمائی اور صحابہ کرامؓ نے بھی آپ کے ساتھ اقامت کی نہ تو اُس جگہ پانی تھا اور نہ ہی قافلے کے ساتھ پانی تھا۔ لوگوں نے حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے عرض کیا آپ نہیں دیکھتے کہ آپ کی بنی صدیقہ نے کیا



کیا۔ حضور علیہ السلام کو اور لوگوں کو بھی بظہر الیا اس حالت میں کہ کہیں بھی پانی نہیں ہے۔ فرماتی ہیں کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو دیکھا کہ حضور اپنا سر میرے زانو پر رکھ کر آرام فرما رہے تھے تو فرمایا اے صدیقہ تو نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور لوگوں کو روک لیا حالانکہ نہ یہاں پانی ہے اور نہ ہی لوگوں کے پاس پانی ہے۔ ام المؤمنین فرماتی ہیں کہ میرے ابا جان نے مجھ پر عتاب کیا اور جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم اٹھے تو اللہ تعالیٰ نے تیمم کی آیات نازل فرمادیں لوگوں نے تیمم کیا نماز ادا کی اس پر اسید بن حنظلہ رضی اللہ عنہ نے کہا اے آل ابو بکر تمہاری پہلی برکت نہیں (یعنی ایسی برکتیں تم سے ہوتی ہی رہتی ہیں) فرماتی ہیں: جب میرا اُؤٹ اُٹھایا گیا تو وہ پیکل (ہار) اُؤٹ کے نیچے سے ملی۔

(صحیح البخاری، کتاب التیمم، الحدیث 334، ج 1، ص 133)

حدیث نمبر (2)

صحیح مسلم میں بروایت حذیفہ رضی اللہ عنہ مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: مجملہ ان باتوں کے جن سے ہمیں لوگوں پر دوسرے انبیاء فضیلت دی گئی وہ تین باتیں ہیں۔

1- ہماری صفیں ملائکہ کی صفوں کے مثل کی گئیں۔

2- ہمارے لیے تمام زمین کو مسجد بنادیا گیا۔

3- جب ہم پانی نہ پائیں تو زمین کی خاک ہمارے لیے پاک کر نیوالی بنا دی گئی۔

(صحیح مسلم، کتاب الساجد، الحدیث 523، ص 265)

حدیث نمبر (3)

صحیح بخاری و صحیح مسلم میں عمران رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ تھے حضور نے نماز پڑھائی جب نماز سے فارغ ہوئے تو ملاحظہ فرمایا کہ ایک شخص لوگوں سے الگ بیٹھا ہوا ہے جس نے قوم کے ساتھ نماز نہ پڑھی، فرمایا: اے شخص تمہیں قوم کے ساتھ نماز پڑھنے میں کوئی شے مانع آئی، عرض کی مجھے نہانے کی حاجت ہے اور پانی موجود نہیں ہے۔ ارشاد فرمایا: بٹلی کو لے کر تیمم کر وہ تجھے کافی ہے۔

(صحیح البخاری، کتاب التیمم، ج 1، حدیث 344)

حدیث نمبر (4)

امام ابو داؤد نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے، فرماتے ہیں کہ دو شخص سفر میں گئے تو نماز کا وقت آگیا اُن کے پاس پانی نہ تھا۔ انہوں نے پاک مٹی کے ساتھ تیمم کر کے نماز پڑھ لی پھر وقت کے اندر پانی مل گیا اُن میں سے ایک صاحب نے وضو کر کے نماز کا اعادہ کیا اور دوسرے نے اعادہ نہ کیا پھر جب خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو اس کا ذکر کیا تو جس نے اعادہ نہ کیا تھا تو فرمایا کہ تو سنت کو پہنچا اور تیری نماز ہو گئی اور جس نے وضو کر کے اعادہ کیا تھا فرمایا تیری نماز کا تجھے دو گنا ثواب ہے۔

(سنن ابوداؤد، کتاب الطہارۃ، الحدیث 338، ج 1، حدیث 155)

### تیمم کے فرض -

تیمم میں تین فرض ہیں اور دو ضریبیں ہیں۔

(1) نیت کرنا: اگر کسی نے ہاتھ مٹی پر مار کر منہ اور ہاتھوں پر پھیر لیا اور نیت نہ کی تو تیمم نہ ہوگا۔

(2) سارے منہ پر ہاتھ پھیرنا: اپنے دونوں ہاتھ پاک مٹی پر مار کر جھاڑ لے پھر ان ہاتھوں کو اپنے پورے چہرے پر اس طرح پھیر لے کہ کوئی حصہ باقی نہ رہ جائے اگر بال برابر بھی کوئی جگہ رہ گئی تو تیمم نہ ہوگا۔

(3) دونوں ہاتھوں کا کہنیوں سمیت مسح کرنا: دوسری ضرب یہ ہے کہ اپنے ہاتھوں کو پاک مٹی پر مار کر جھاڑ لے اور ہاتھوں سے کہنیوں تک مسح کرے، اس میں بھی خیال رہے کہ ذرہ برابر باقی نہ رہے ورنہ تیمم نہ ہوگا۔

مسئلہ: انگوٹھی، چھلے، کنکرن جتنے بھی زیور پہنے ہوں انہیں اتار کر یا ہٹا کر ان کے نیچے ہاتھ پھیرنا فرض ہے کہ عورتوں کو اس میں بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔

(الفتاویٰ الہندیہ: کتاب الطہارۃ، ج 1، ص 26)

(2) سارے منہ پر ہاتھ پھیرنا: اپنے دونوں ہاتھ پاک مٹی پر مار کر جھاڑ لے پھر ان ہاتھوں کو اپنے پورے چہرے پر اس طرح پھیر لے کہ کوئی حصہ باقی نہ رہ جائے اگر بال برابر بھی کوئی جگہ رہ گئی تو تیمم نہ ہوگا۔

### کن صورتوں میں تیمم جائز ہے۔

تیمم میں تین فرض ہیں اور دو ضریبیں ہیں۔

مسئلہ (1)۔ جس کا وضو نہ ہو اور نہانے کی ضرورت ہو تو وضو غسل کی جگہ تیمم کرے اس حالت میں کہ پانی پر قدرت نہ ہو یعنی پانی موجود نہ ہو اور اندیشہ ہو کہ انتظار کروں گا / کروں گی تو پانی تو نہ ملے گا البتہ نماز قضاء ہو جائے گی تو تیمم کرنا جائز ہے۔ پانی پر قدرت نہ ہونے کی چند صورتیں ہیں۔

مسئلہ (2)۔ ایسی بیماری کہ وضو یا غسل سے اس کے بڑھنے کا اندیشہ ہو یا بیماری لمبی ہونے کا خطرہ ہو تو تیمم جائز ہے۔

مسئلہ (3)۔ بیماری میں اگر ٹھنڈا پانی نقصان کرتا ہو اور گرم پانی نقصان نہ دے تو حکم ہے کہ گرم پانی سے وضو کرے اور غسل کرے اسی صورت میں تیمم جائز نہیں ہوگا۔

مسئلہ (4)۔ اگر سر پر پانی ڈالنا نقصان کرتا ہے تو گلے سے نہائے اور پورے سر کا مسح کر لے۔ تیمم اسی صورت میں جائز ہے کہ چاروں طرف ایک ایک میل تک پانی نہیں اگر یہ گمان ہوگا کہ ایک میل کے اندر پانی ہوگا تو تلاش کر لینا ضروری ہے بلا تلاش تیمم جائز نہیں ہوگا۔ پھر اگر بغیر تلاش کیے نماز پڑھ لی اور تلاش کرنے پر پانی مل گیا تو وضو کر کے نماز کو دوبارہ لوٹنا ضروری ہے اگر نہ لوٹائی تو نماز نہ ہوگی اور اگر پانی نہ ملا تو نماز ہو جائے گی۔



مسئلہ (5)۔ اتنی سردی ہو کہ غسل کرنے سے مر جانے یا شدید بیمار ہونے کا اندیشہ ہو اور لحاف وغیرہ بھی نہیں کہ جسے نہانے کے بعد اوڑھ سکے اور نہ ہی آگ ہے کہ جسے تاپ سکے تو ان سب صورتوں میں تیمم جائز ہے۔

مسئلہ (6)۔ پانی موجود ہے مگر آنا گوندھنے کے لیے پانی نہیں تو اس پانی سے آگ گوندھے اور خود تیمم کر لے کیونکہ پانی صرف آنا گوندھنے جتنا ہی ہے زائد نہیں ہاں شور بے کی ضرورت کے لیے تیمم جائز نہیں۔

مسئلہ (7)۔ دور شریف وغیرہ یا وظائف پڑھنے یا مسجد میں جانے یا زبانی قرآن پڑھنے کے لیے تیمم جائز ہے اگرچہ پانی پر قدرت ہو۔

مسئلہ (8)۔ قرآن مجید چھونے کے لیے یا سجدہ تلاوت کرنے کے لیے یا سجدہ شکر کے لیے تیمم جائز نہیں جبکہ پانی پر قدرت ہو۔

مسئلہ (9)۔ عورت حیض یا نفاس سے پاک ہوئی اور پانی موجود نہیں، نماز قضا ہونے کا اندیشہ ہے تو تیمم کر کے نماز پڑھے۔

مسئلہ (10)۔ وقت اتنا تنگ ہو گیا کہ وضو یا غسل کرنے سے نماز قضا ہو جائے گی تو چاہیے کہ تیمم کر کے نماز پڑھے لیکن خیال رہے کہ پھر وضو اور غسل کر کے اعادہ (کونانا) کرنا لازم ہے۔ (الرجع السابق ص 310)

مسئلہ (11)۔ اتنا پانی ملا کہ جس سے وضو ہو سکتا ہے اور نہانے کی ضرورت ہے تو اس پانی سے وضو کر لینا چاہیے اور غسل کے لیے تیمم کرے۔

(الجمہورۃ السیرۃ، کتاب الطہارۃ: ج 1 ص 30)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

### حیض کا بیان۔

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے۔

وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ ط قُلْ هُوَ أَذًى لَا فَاعْتِزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيضِ لَا وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتَّى يَطْهُرْنَ جَ فَإِذَا تَطَهَّرْنَ فَأْتُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ اللّٰهُ ط إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ

(پ 2، سورۃ البقرہ: 222)

اے محبوب صلی اللہ علیہ والہ وسلم! آپ سے حیض کے متعلق سوال کرتے ہیں تم فرمادو کہ وہ تکلیف دہ چیز ہے تو حیض میں عورتوں سے بچو اور ان سے قربت نہ کرو جب تک کہ پاک نہ ہو جائیں تو جب پاک ہو جائیں تو آؤ ان کے پاس اس جگہ سے جس کا اللہ تعالیٰ نے تمہیں حکم دیا ہے، بے شک اللہ توبہ کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے اور پاک ہونے والوں کو بھی پسند فرماتا ہے۔

(1)۔ حدیث نبویہ:

صحیح بخاری میں ہے، اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: ہم حج کے لیے نکلے جب سرف (مکہ کے قریب ایک مقام ہے) میں پہنچے تو مجھے حیض آگیا تو میں رونے لگی اور رسول اللہ صلی اللہ علی والہ وسلم میرے پاس تشریف لائے تو فرمایا: ”تجھے کیا ہوا؟ کیا تو حائضہ ہوئی؟، عرض کیا: جی ہاں۔ فرمایا: یہ ایک ایسی چیز

ہے جو اللہ تعالیٰ نے بناتِ آدم کے لیے لکھی ہے تو سوائے خانہ کعبہ کے طواف کے سب کچھ ادا کر (یعنی باقی سارے ارکان اسی طرح پورے کر) جیسے حج کرنے والا ادا کرتا ہے۔ اور فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج کی طرف سے ایک گائے قربانی کی۔

(صحیح البخاری، کتاب البیض، باب غسل المائض، ج 1، حدیث 120)

(2)۔ حدیث نبویہ:

صحیحین میں انہیں سے مروی ہے کہ میں حاضر ہوئی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم میری گود میں تکیہ لگا کر قرآن پڑھتے۔

(صحیح البخاری، کتاب البیض، ج 1، حدیث 298)

(3)۔ حدیث نبویہ:

صحیحین میں ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک چادر میں نماز پڑھتے تھے کہ جس کا ایک حصہ مجھ پر تھا اور کچھ حصہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر تھا حالانکہ میں حاضر تھی۔

(اسنن الکبریٰ، للبیہقی، کتاب الصلوٰۃ، ج 1، حدیث 338)

(4)۔ حدیث نبویہ:

صحیح بخاری میں ہے، عروہ سے سوال کیا گیا کہ حیض والی عورت میری خدمت کر سکتی ہے؟ عروہ نے جواب دیا یہ سب مجھ پر آسان ہے اور یہ سب میری خدمت کر سکتی ہیں

اور اس میں کوئی حرج نہیں۔ مجھے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ وہ حیض کی حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کنگھا کرتیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف کی حالت میں سر مبارک ان سے قریب کر دیتے اور یہ اپنے حجرے میں ہی ہوتیں۔

(صحیح البخاری، کتاب البیض، الحدیث: 296، ج 1، ص 131)

(5)۔ حدیث نبویہ:

صحیح مسلم میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ہے، فرماتی ہیں کہ زمانہ حیض میں، میں پانی پیتی پھر حضور کو دے دیتی تو جس جگہ میرا منہ لگا ہوتا حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنا دہن شریف وہیں رکھ کر پانی پیتے اور حالتِ حیض میں، ہڈی سے گوشت نوچتے جہاں سے میں نوچ کر کھاتی (یعنی ہڈی سے گوشت نوچ کر کھاتی پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دے دیتی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنا دہن شریف اس جگہ رکھتے جہاں میرا منہ لگا ہوتا۔

(صحیح مسلم، کتاب البیض، ج 1، جواز غسل المائض، الحدیث: 300، ص 181)

اندازہ لگائیے:

جان کائنات رحمتہ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کس قدر اپنی ازواج سے محبت کرتے تھے اور کس صورت بھی ان کی دل آزاری گوارہ نہ تھی، آج دور ایسا ہے کہ اکثر گھروں میں خاوند حضرات اپنی بیویوں کو اس قدر تحقیر آمیز القابات سے نوازتے ہیں کہ بیان نہیں



ہوسکتا، ساری زندگی خدمت بھی کرواتے ہیں۔ اور پھر چھوٹی چھوٹی بات پر اپنی محبوبہ، اپنی رفیقہ حیات، اپنے بچوں کی ماں جس کے ساتھ ساری زندگی اچھا سلوک اور محبت پیار کرنے کا وعدہ کرتے ہیں اُسے ہی بدتمیز، جاہل، بکواس کر نیوالی جیسے الفاظ سے اس قدر تکلیف پہنچاتے ہیں کہ ساری زندگی کی تکلیف اُس عورت کو (جو اپنے خاوند کی خاطر اپنا پیارا گھر اپنے والدین اور اپنے بہن بھائی چھوڑ کر آتی ہے) ناسور بن کر تڑپاتی اور رلاتی ہے اور پھر وہ عورت احساس کمتری کا شکار ہو جاتی ہے۔

### حیض کی حکمت۔

عورت بالغہ کے بدن میں فطرۃً ضرورت سے زیادہ خون پیدا ہوتا ہے کہ حمل کی حالت میں وہ خون بچے کے کام آئے یعنی بچے کی غذا بنے اور بچے کے دودھ پینے کے زمانے میں وہی خون دودھ بن جائے اور ایسا نہ ہو تو حمل اور دودھ پلانے کے زمانے میں اس کی جان پر بن جائے، یہی وجہ ہے کہ حمل ابتدائے شیر خوارگی کے زمانہ میں خون نہیں آتا اور جس زمانے میں حمل ہونے کا وہ دودھ پلانا وہ خون اگر بدن سے نہ نکلے تو قسم قسم کی بیماریاں جنم لیں۔

### حیض کے مسائل۔

مسئلہ (1)۔ بالغہ عورت کے عادی طور پر جو خون نکلتا ہے جو بیماری اور بچہ پیدا ہونے کے سبب سے نہ ہو اُسے حیض کہتے ہیں اور بیماری سے ہو تو اُسے استحاضہ اور بچہ ہونے کے بعد تو نفاس کہتے ہیں۔

(”الفتاویٰ الہندیہ“۔ کتاب الطہارۃ۔ الفصل الاول فی الحيض ج 1، ص 36-37)

مسئلہ (2)۔ حیض کی مدت کم سے کم تین دن تین راتیں پورے بہتر گھنٹے ایک منٹ بھی اگر کم ہے تو حیض نہیں اور زیادہ سے زیادہ دس دن اور دس راتیں ہیں۔

(”الفتاویٰ الہندیہ“۔ کتاب الطہارۃ۔ الفصل الاول، ج 1، ص 36)

مسئلہ (3)۔ دس رات دن سے کچھ بھی زیادہ خون آیا تو اگر یہ حیض پہلی مرتبہ اسے آیا ہے تو دس دن تک حیض ہے بعد کا استحاضہ (بیماری کا خون ہے اس میں نماز بھی پڑھی جائے گی اور قرآن و وظائف بھی اگر چھوڑیں گے تو گنہگار ہوں گے) اور اگر پہلے اُسے حیض آچکے ہیں اور عادت دس دن سے کم تھی تو عادت سے جتنا زیادہ ہو استحاضہ ہے۔ اسے یوں سمجھیے کہ پانچ دن حیض کے باقی سات دن استحاضہ کے اور ایک حالت مقرر نہ تھی بلکہ کبھی چار دن کبھی پانچ دن تو پچھلی بار جتنے دن تھے وہی اب بھی حیض کے ہیں، باقی استحاضہ۔

(”الفتاویٰ الہندیہ“۔ کتاب الطہارۃ، ج 1، ص 38)

مسئلہ (4)۔ کم سے کم نو برس کی عمر سے حیض شروع ہوگا اور انتہائی عمر حیض کی پچیس سال ہے۔ اس عمر والی عورت کو آنکھ اور اس عمر کو سن ایسا کہتے ہیں۔

(”الفتاویٰ الہندیہ“۔ کتاب الطہارۃ۔ الفصل الاول، ج 1، ص 36)

### حیض و نفاس کے متعلق احکام۔

مسئلہ (1)۔ حیض و نفاس والی عورت کو قرآن مجید پڑھنا دیکھ کر، یا زبانی اور اس کا چھونا اگرچہ اس کی جلد یا چولی یا حاشیہ کو ہاتھ لگایا انگلی کی نوک یا بدن کا کوئی حصہ لگے یہ سب حرام ہے۔

(”الموجزۃ السیرۃ“۔ کتاب الطہارۃ۔ باب الحيض، ص 39)

مسئلہ (2)۔ کاغذ کے پرچے پر کوئی سورۃ یا آیت لکھی ہو اس کا بھی چھونا حرام ہے۔  
(المرجع السابق)

مسئلہ (3)۔ جس جزدان میں قرآن مجید نہ ہو صرف جزدان ہو اس کو چھونے میں حرج نہیں۔  
(المرجع السابق)

مسئلہ (4)۔ اس حالت میں کرتے کے دامن یا دوپٹے کے آنچل سے یا کسی ایسے کپڑے سے جس کو پہنے یا اوڑھے ہوئے تھے قرآن مجید چھونا حرام ہے۔  
(المرجع السابق)

مسئلہ (5)۔ معلمہ (پڑھانیوالی) کو حیض یا نفاس ہوا تو ایک ایک کلمہ سانس توڑ توڑ کر پڑھائے اور بچے کرانے میں کوئی حرج نہیں۔  
("الفتاویٰ الہندیہ"۔ کتاب الطہارۃ، ج 1، ص 34)

غور سے پڑھیں۔

احادیث کی کتب سے معلوم ہوا کہ حیض و نفاس والی عورت کا قرآن کریم کو دیکھ کر یا زبانی پڑھنا حرام ہے لیکن افسوس کی بات ہے کہ اکثر مدارس میں معلمات ان سب علوم کو جانتے سمجھتے ہوئے بھی طالبات کو اس حالت میں (ماہواری کی حالت میں) رومال سے پکڑوا کر یا مینسل سے زبانی قرآن پاک پڑھاتی ہیں اور حفظ کرواتی ہیں۔ اُن کا کہنا ہے کہ والدین شکایت کرتے ہیں کہ بچیاں اتنا عرصہ مدارس میں نہیں گزار سکتیں کیونکہ ان کی شادیاں بھی کرنی ہیں اور دوسرے ہنر بھی سکھانے ہیں۔

سب باتیں اپنی جگہ ٹھیک ہیں مگر قرآن و احادیث سے جو بات نکلے وہ ہرگز ہرگز درست نہیں ہو سکتی۔ خدا را توجہ کریں۔ تمام معلمات و طالبات سے گزارش ہے کہ آج ہی توبہ کر لیں اور اپنے مدارس میں تعداد پڑھانے کی خاطر حرام کام نہ کریں وگرنہ اللہ کے ہاں سخت گرفت ہوگی۔

مسئلہ (6)۔ اس حالت میں (یعنی ماہواری کی حالت میں) دعائے قنوت پڑھنا اس حالت میں مکروہ ہے۔ (یہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ہے) مگر ظاہر الروایۃ میں ہے کہ اس حالت میں دعائے قنوت پڑھنا مکروہ نہیں ہے، "النجیس"۔ صاحب الحدایۃ، جلد 1 صفحہ 186 پر ہے کہ اسی پر فتویٰ ہے۔۔

(اخر: "الفتاویٰ الہندیہ"، ج 1، ص 38)

مسئلہ (8)۔ قرآن مجید کے علاوہ اور تمام اذکار کلمہ شریف، درود شریف وغیرہ پڑھنا بلا کراہت جائز بلکہ مستحب ہے اور ان تمام وظائف اور درود شریف کو وضو یا کلی کر کے پڑھنا بہتر و افضل ہے اور ویسے پڑھ لینے میں بھی حرج نہیں لیکن بغیر وضو پڑھنے سے گریز کرے اور ان اوراق کو جس پر درود شریف یا کلمہ شریف یا دوسرے وظائف لکھے ہوں چھونے میں بھی حرج نہیں۔

مسئلہ (9)۔ ایسی عورت کو حالت ماہواری میں نماز کا جواب دینا بھی جائز ہے۔ (المرجع السابق)

مسئلہ (10)۔ ایسی عورت کو مسجد میں جانا حرام ہے۔



مسئلہ (11)۔ حالت ماہواری میں عید گاہ کے اندر یا مدرسے کے اندر جانے میں قطعاً کوئی حرج نہیں ہے۔ (الربع السابق)

مسئلہ (12)۔ ان دنوں میں نمازیں معاف ہیں اور بعد میں نمازوں کی قضاء بھی نہیں ہے ہاں روزوں کی قضاء کرنا فرض ہے اگر چھوٹے ہوئے روزوں کی قضاء نہ کرے گی تو سخت گنہگار بھی ہوگی اور ترک فرض بھی ہوگا۔

(الاداء المختار، کتاب الطہارۃ، ج 1، ص 532)

مسئلہ (13)۔ نماز پڑھتے ہوئے حیض آگیا، بچہ پیدا ہو گیا تو وہ نماز معاف ہے، البتہ اگر نفل نماز تھی تو اس کی قضاء واجب ہے اور یہی حکم نفل روزے کا بھی ہے۔

(الفتاویٰ الرضویہ، ج 4، ص 349)

مسئلہ (14)۔ حالت ماہواری میں جب نماز کو وقت ہو ورنہ کر کے اتنی دیر تک ذکر الہی، درود شریف اور دیگر وظائف پڑھ لیا کرے جتنی دیر تک نماز پڑھا کرتی تھی تاکہ عادت رہے اور اگر زیادہ بھی درود شریف پڑھتی رہے تو کوئی حرج نہیں۔

(الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الطہارۃ، الفصل الرابع، ج 1، ص 38)

مسئلہ (15)۔ ماہواری کی حالت میں یا جس کو نہانے کی ضرورت ہو (مرد ہو یا عورت) اس کو مسجد میں جانا، طواف کرنا، قرآن مجید پڑھنا یا زبانی پڑھنا یا کسی آیت کا لکھنا یا آیت کا تعویذ لکھنا یا ایسا تعویذ پڑھنا یا ایسی انگوٹھی چھوننا یا پہننا جیسے مقطعات کی انگوٹھی حرام ہے۔

(الاداء المختار، درو المختار، کتاب الطہارۃ، ج 1)

مسئلہ (16)۔ اگر قرآن عظیم کی آیت دعا کی نیت سے یا تبرک کے لیے یا ختم دلانے

کے لیے جیسے ”بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ“ یا ”الْحَمْدُ لِلّٰهِ“ (یعنی سورۃ

پوری پڑھی، یا ادائے شکر کو یا چھینک کے بعد ”الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ“ یا خبر

پیشانی پر ”قَالُوا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ“ کہایا بہ نیت تنہا پوری سورۃ فاتحہ یا آیت

آخری یا سورۃ الحشر کی آخری تین آیتیں ”هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ“ پڑھیں اور ان

سب صورتوں میں قرآن پڑھنے کی نیت نہ ہو تو کچھ حرج نہیں۔ یوں ہی تینوں قل بلا لفظ

ال پڑھنے سے نیت ثناء پڑھ سکتا ہے اور لفظ قل کے ساتھ نہیں پڑھ سکتے اگرچہ بہ نیت ثناء ہی ہو کہ

اس صورت میں ان کا قرآن ہونا مستحب ہے نیت کو کچھ دخل نہیں۔

(الفتاویٰ الرضویہ، ج 1، ص 819-792)

مسئلہ (17)۔ روزے کی حالت میں حیض یا نفاس شروع ہو گیا تو روزہ ٹوٹ گیا

اچھا ہے بارہ بجے سے پہلے ہو یا روزہ کھلنے سے آدھا گھنٹہ پہلے) اس روزہ کی قضاء

وکی خیال رہے کہ اگر روزہ فرض تھا تو قضاء فرض ہے اور اگر نفل تھا تو قضاء واجب۔

(الاداء المختار، درو المختار، کتاب الطہارۃ، ج 1، ص 533)

مسئلہ (18)۔ حیض یا نفاس کی حالت میں سجدہ شکر، سجدہ تلاوت حرام ہے اور آیت

سجدہ سننے سے اس پر سجدہ واجب نہیں ہوگا۔

(الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الطہارۃ، الفصل الرابع، ج 1، ص 38)

مسئلہ (19)۔ ماہواری کی حالت میں ہمبستری کرنا یعنی جماع حرام ہے۔

(الفتاویٰ الہندیہ، ج 1، ص 39)

مسئلہ (20)۔ حیض یا نفاس کی عادت کے دن پورے ہونے سے پہلے بند ہو گیا تو آخر وقت مستحب تک انتظار کر کے نہا کر نماز پڑھے یعنی اپنی عادت کے دن پورے کرے اور جو عادت کے دن پورے ہو چکے تو نہا کر نماز، روزہ کا اہتمام کرے اب انتظار کی کچھ حاجت نہیں۔

(الاداء المختار، رد المحتار، ج 1، ص 538)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

### استحاضہ کا بیان۔

حدیث نبویہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

صحیحین میں ہے، اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ فاطمہ بنت ابی جحہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! مجھے استحاضہ آتا ہے اور پاک نہیں رہتی تو کیا نماز چھوڑ دوں؟ فرمایا! ”نہیں، یہ تو رگ کا خون ہے، حیض نہیں ہے، تو جب حیض کے دن آئیں تو نماز چھوڑ دے اور جب جاتے رہیں خون دھواور نماز پڑھ۔“

(صحیح مسلم، کتاب النہی، ص 183)

مسئلہ (1)۔ استحاضہ ایک بیماری ہے اس میں نماز اور روزہ معاف نہیں ہے، نہ ایسی عورت سے صحبت کرنا حرام ہے۔

(الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الطہارۃ، ج 1، ص 39)

مسئلہ (2)۔ استحاضہ اگر اس حد تک پہنچ گیا کہ اس کو اتنی بھی مہلت نہیں ملتی کہ وضو کر کے فرض نماز ادا کر سکے تو نماز کا پورا ایک وقت شروع سے آخر تک اسی حالت میں گزر جانے پر اس کو معذور کہا جائے گا۔ ایک وضو سے اس وقت میں جتنی نمازیں چاہے پڑھے، خون آنے سے اس کا وضو نہ جائے گا۔

(الرجع السابق، ص 41)



مسئلہ (3)۔ ہر وہ شخص جس کو کوئی ایسی بیماری ہو کہ ایک وقت پورا ایسا گزر جائے کہ وضو کے ساتھ نماز فرض ادا نہ کر سکتا ہو وہ معذور ہے اور اس کا بھی یہی حکم ہے کہ وقت میں وضو کر لے اور آخر وقت تک جتنی نمازیں چاہے اس وضو سے پڑھ لے، اس بیماری سے اس کا وضو نہیں جائے گا۔ جیسے قطرے کا مرض، یا دست آنا، یا ہوا خارج ہونا، یا دھشتی آنکھ سے پانی نکلنا، یا پھوڑے، یا ناصور سے ہر وقت رطوبت بہنا، یا کان، ناف، پرستان سے پانی نکلنا کہ یہ سب بیماریاں وضو توڑنے والی ہیں، ان میں جب پورا ایک وقت ایسا گزر گیا کہ ہر چند کوشش کی مگر طہارت کے ساتھ نماز نہ پڑھ سکا تو عذر ثابت ہو گیا۔

(الاختار، رد المختار۔ باب الحيض، ج 1، ص 554)

مسئلہ (4)۔ حیض کی کم سے کم مدت تین دن تین راتیں اور زیادہ سے زیادہ دس دن اور دس راتیں ہیں، دس دن سے زیادہ خون آتا رہا تو استحاضہ ہوگا اس میں نمازیں بھی پڑھنا ہوں گی اور روزے بھی رکھے جائیں گے چھوڑنے والی سخت گنہگار ہوگی۔ (الرجح السابق)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

### بیوی کے حقوق۔

بیویوں کے خاوندوں پر بہت سے حقوق ہیں مثلاً ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کرے، حسن سلوک سے پیش آئے، ان کو تکلیف نہ پہنچائے، ان پر رحم کرے اور ہرگز ہرگز دل آزاری اور ظلم نہ کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے بھی قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے۔

وَعَاشِرُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ ج

”اور ان (اپنی بیویوں) کے ساتھ اچھی طرح زندگی گزارو۔“

(پ 4، سورۃ النساء: 19)

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا آخری وقت ہے اور آواز پست ہو رہی ہے، زبان لڑکھڑاہی ہے اس نازک وقت میں بھی حقوق العباد کا کس قدر خیال ہے، اللہ اللہ۔

تین وصیتیں آخری وقت فرمائیں۔ نماز اور تمہاری ملکیت میں (جو غلام ہیں ان کو ان کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہ دینا) آج کل جن کے ہاں ملازم یا ملازمائیں ہیں خدا را اُن کے لیے بھی اس فرمان کی روشنی میں یہی رویہ رکھیں (عورتوں کے بارے میں اللہ سے ڈرنا، اس لیے کہ وہ تمہارے ہاتھوں گرفتار ہیں اور تم نے انہیں اللہ تعالیٰ کی امانت کے ساتھ لیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے کلمے کے ساتھ ان کی شرمگاہیں تم پر حلال ہوئی ہیں۔

(آثار السنن، باب النسیہ)

حدیث نبویہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: جو اپنی بیوی کی بد اخلاقی پر صبر کرے، اللہ تعالیٰ اسے حضرت ایوب علیہ السلام کے امتحان و اذیت پر صبر کرنے سے زیادہ اجر دے گا اور جس عورت نے اپنے خاوند کی بد اخلاقی پر صبر کیا اللہ تعالیٰ اسے فرعون کی بیوی حضرت آسیہ کے برابر ثواب عطا فرمائے گا۔

(تخفیس الجبر - 16)

حدیث نبویہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم:

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم عورتوں اور بچوں پر سب سے زیادہ رحم کیا کرتے تھے اور کسی صورت بھی ان کی دل آزاری نہ کرتے تھے۔

(سنن ابوداؤد)

حدیث نبویہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے درمیان ایک بار تکرار ہو گیا دونوں نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو حکم بنایا اور انہیں بلایا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، پہلے میں بات کروں گا یا تم کرو گی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا، آپ فرمائیے اور حق ہی کہیئے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے تھپڑ لگا دیا حتیٰ کہ ان کے منہ سے خون نکلنے لگا اور فرمایا، کیا حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم حق کے سوا کچھ کہہ سکتے ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پیچھے چھپ گئیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، اے ابو بکر! تمہیں ایسا نہیں کرنے دیں گے (یعنی عائشہ کو مارنے نہیں دیں گے) اور نہ ہی یہ ہمارا ارادہ ہے۔

(سنن ابوداؤد)

حدیث نبویہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم اپنی ازواج مطہرات کو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں فرمایا کرتے تھے۔ مجھے عائشہ کے بارے میں ایذا نہ دینا۔ اللہ کی قسم! تم میں صرف عائشہ ہی ہے کہ ان کے لحاف میں تھا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام وحی لائے (یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ کا مرتبہ و مقام اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی بہت بلند ہے۔

(سنن ابوداؤد، باب السواک لمن قام بلیل، مکتبہ رحمانیہ، لاہور)

حدیث نبویہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم:

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اپنی ازواج مطہرات کے ساتھ بے تکلفی برتتے اور اعمال و اخلاق میں ان کے ساتھ فراخ دلی بھی فرماتے اور مذاق بھی کر لیتے۔ ایک بار آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ دوڑ لگائی آگے بڑھ گئیں۔ پھر کچھ دن بعد دوبارہ دوڑ لگائی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھ گئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ اس کا بدلہ ہو گیا۔

روایت میں آتا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب لوگوں سے زیادہ اپنی ازواج کے ساتھ



خوش طبع تھے اور اپنی ازواج سے بہت محبت فرمایا کرتے تھے۔

(۲۷ راسنن۔ باب عقیل الدیۃ: 38)

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم تمام اہل ایمان سے کامل ترین ایمان، سب سے زیادہ حسن اخلاق کے مالک تھے اور اپنے گھر والوں پر سب سے زیادہ مہربان تھے۔ حدیث نبویہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے سب سے بہترین آدمی وہ ہے کہ جو اپنی عورتوں کے ساتھ اچھا ہے اور بہتر سلوک کرنے والا ہے اور میں تم سب سے زیادہ اپنے گھر والوں سے بہتر سلوک کرنے والا ہوں۔

(ترمذی شریف، باب فی عقیل الاصلح، ج 1، ص 106 مکتبہ رحمانیہ)  
اندازہ کیجئے: (اس سے آگے صفحہ نمبر 6) کا کچھ حصہ لکھتا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

### خاوند کے حقوق۔

خاوند کا بیوی پر حق:-

خاوند کے جو بیوی پر حق ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ بیوی اپنے پر اللہ عزوجل اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے بڑا حق خاوند کا جانے جیسا کہ حدیث پاک میں ہے۔

حدیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم:

اُم المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! عورت پر سب سے زیادہ حق کس کا ہے تو فرمایا اس کی ماں کا۔

جب تک عورت کی شادی نہیں ہوتی اس پر اس کے والدین کا حق زیادہ ہوتا ہے اور شادی کے بعد خاوند کا حق والدین سے مقدم ہو جاتا ہے اور اس حق کو نہ سمجھنے کی وجہ سے کئی گھر اُڑ جاتے ہیں۔ برباد ہو جاتے ہیں، مثلاً خاوند، بیوی کے والدین کی آپس میں کسی لین دین کی وجہ سے ناچاقی ہو جاتی ہے۔ بیوی کے والدین بیٹی کو اپنے گھر بٹھا لیتے ہیں۔ آخر کار نوبت طلاق تک پہنچ جاتی ہے اور گھر برباد ہو جاتے ہیں۔ لیکن اگر بیوی سیدہ دو عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے فرمان کو سمجھے اور خاوند کے کہنے پر اس کے گھر میں آباد رہے تو گھر کبھی بھی برباد نہیں ہو سکتا۔ ہاں اگر خاوند کسی خلاف شرع بات کا حکم دے۔ مثلاً پردہ نہ کر یا میرے دوستوں یا غیر مردوں کے سامنے باریک کپڑے،

باریک دوپٹے لے کے میرے ساتھ پارٹی یا کسی بھی تقریب میں چل (غرض کہ کوئی بھی غیر شرعی بات خاوند کی ہرگز نہ مانے ورنہ اللہ کے ہاں سخت گرفت ہوگی کیونکہ شریعتِ مطہرہ کا حکم ہے۔

لَا طَاعَةَ لِمُخْلُوقٍ فِي مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ

یعنی اللہ کی نافرمانی ہوتی ہو تو کسی بھی مخلوق کا کہنا ہرگز نہ مانا جائے اور والدین کو بھی چاہیے کہ خاوند جب تک خلاف شرع کا حکم نہیں دیتا بیٹی کو گھر نہ بٹھائیں۔

(جامع صغیر، ج 2، ص 749)

حدیث نمبر (1):

ایک عورت بارگاہِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم میں حاضر ہوئی تو سرکارِ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اس سے پوچھا کیا تو شادی شدہ ہے؟ اس نے عرض کیا ہاں تو پھر پوچھا تیرا دیہ تیرے خاوند کے ساتھ کیسا ہے؟ عرض کیا! خدمت کے لیے کوشش کرتی ہوں مگر جو میرے بس میں نہیں ہوتا اُس سے عاجز ہوں، فرمایا! تیرا خاوند تیری جنت بھی ہے اور تیری دوزخ بھی، یعنی اگر تو خاوند کو راضی کرے گی تو تُو جنت پہنچ جائے گی اور خاوند ناراض رہا تو تُو دوزخ پہنچ جائے گی۔

(مسند الجامع، ص 898، السنن الکبریٰ، ج 331، جلد 2)

حدیث نمبر (2):

رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: جب عورت پانچ نمازیں پڑھے اور رمضان المبارک کے روزے رکھے اور اپنی حفاظت کرے (بدکاری سے بچے) اور اپنے خاوند

کی اطاعت کرے تو ایسی عورت جنت کے دروازوں میں سے جس دروازے سے چاہے جنت جاسکتی ہے۔

(مجمع الزوائد، ص 308، ج 4، مشکوٰۃ شریف، ص 281)

حدیث نمبر (3):

نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: دین کا ایک مسئلہ یکھنا ایک سال کی عبادت اور غلام آزاد کرنے سے بہتر ہے اور بے شک دین کا طالب علم (بشرطیکہ وہ نبیوں، ولیوں کی شان میں بے ادبی کرنے والا نہ ہو) اور وہ عورت جو اپنے خاوند کی فرمانبرداری ہو اور وہ بیٹا جو اپنے والدین کا فرمانبرداری ہو، اُن سے اچھا سلوک کرنے والا ہو، یہ تینوں بغیر حساب جنت جائیں گے۔

(نزهة الناظرین، ص 148، کنز العمال، ص 160، ج 10)

حدیث نمبر (4):

مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: اے امت! کیا میں تمہیں بہترین خزانہ نہ بتاؤں؟ وہ خزانہ نیک بیوی ہے کہ خاوند جب اسے دیکھے خوش ہو جائے اور جب اس کو کوئی حکم کرے وہ خاوند کی اطاعت کرے اور جب خاوند کہیں جائے تو وہ اپنے نفس کی اور خاوند کے مال کی حفاظت کرے۔

(ترغیب و ترہیب، ج 2، ص 660)



حدیث نمبر (5):

ایک عورت دربار رسالت صلی اللہ علیہ والہ وسلم میں حاضر ہوئی اور عرض کی ۔  
یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، میں عورتوں کی طرف سے آپ کی خدمت میں یہ پوچھنے  
کی جسارت لے کر آئی ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مردوں پر جہاد فرض کیا ہے اور جہاد میں  
اگر مرد شہید نہ بھی ہوں تو انہیں اجر و ثواب ملتا ہے لیکن ہم عورتیں گھر سنبھالتی ہیں،  
بچوں کی پرورش کے ساتھ خاوندوں کی خدمت کرتی ہیں تو ہمارے لیے کیا اجر ہے؟  
یہ سن کر والی دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے بی بی؛ تو جسے ملے اُسے یہ پیغام  
دینا کہ خاوند کی اطاعت کرنا اور اُس کے حق کا اعتراف کرنا، یہ اس شہادت کے برابر  
ہے (جو میدان جہاد میں مردوں کو نصیب ہوتی ہے) لیکن خاوند کا حق ادا کرنے والی  
عورتیں بہت کم ہیں۔

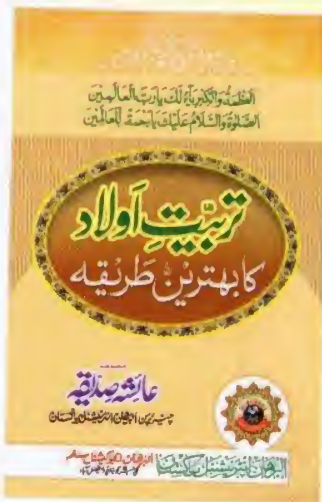
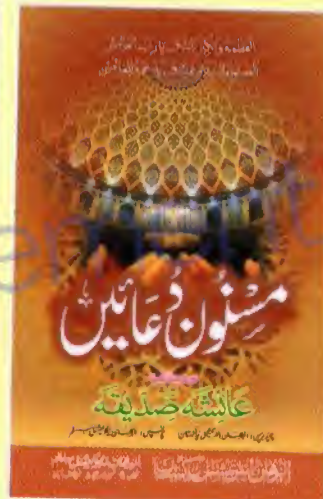
(کشف الغمہ، ج 101، الترغیب والترہیب، ج 3، ص 236)

حدیث نمبر (6):

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ صحابی رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا! میں نے  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ جب عورت اپنے گھر سے خاوند کی  
اجازت کے بغیر باہر نکلتی ہے اور خاوند اس کے باہر جانے کو پسند نہیں کرتا تو اس عورت  
پر آسمان کا ہر فرشتہ اور ہر وہ چیز جس کے پاس سے گزری، اس عورت پر اس کے واپس  
آنے تک لعنت بھیجتے رہتے ہیں جب تک کہ وہ واپس آ کر توبہ نہ کر لے۔

(مجمع الزائد، ج 4، ص 316)





البہار انٹرنیشنل کتب خانہ

Cell 0300-8663533 Whats App  
Email mafzalsaeed@gmail.com  
F.book afzalsaeed12@gmail.com  
Tell 0092-41-2643533